475

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ5-مارچ2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

بجٹ13-2012کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے
پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

477

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

سوموار،5۔مارچ2012

(یوم الاثنین،11۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر45منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِۙ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَاۙ ﴿۳۶﴾

سورة النِّسَاء آیت36

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا(36)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تم ہی تو ہو
جلتے ہیں جبرائیلؑ کے پَر جس مقام پر
اُس کی حقیقتوں کے شناسا تم ہی تو ہو

تعزیت

معزز خاتون ممبر محترمہ طیبہ ضمیر کے بیٹے کی وفات پر فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس سے پیشتر کہ کارروائی کا آغاز کیا جائے مولانا صاحب سے کہوں گا کہ محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ کے بیٹے قضائے الٰہی سے انتقال کر چکے ہیں لہذا ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ کے بیٹے کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میری بات سنیں کہ rules سب کے لئے برابر ہیں۔ وقفہ سوالات کے بعد آپ کو ضرور موقع دوں گا لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3150 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3150: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب میں کل کتنی لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کر رہی ہیں؟

(ب) سال2008 میں پنجاب میں کتنی نئی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا؟

(ج) پنجاب میں سال2008 میں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنا کتنا ٹارگٹ حاصل کیا، تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب کے35 اضلاع میں اس وقت 45747 لیڈی ہیلتھ ورکرز لوگوں کو ان کے گھر کی دہلیز پر خاندانی منصوبہ بندی و بنیادی صحت کی خدمات بہم پہنچا رہی ہیں۔

(ب) پنجاب میں سال2008 میں 2241 لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔

(ج) لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنے (covered area) میں مندرجہ ذیل اہداف حاصل کئے۔

- خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے والوں کی شرح جو کہ 2007 میں 42 فیصد تھی بڑھ کر 2008 میں 43 فیصد ہو گئی۔
- ماؤں کی شرح اموات جو کہ 2007 میں ایک لاکھ زندہ پیدائش پر 141 تھی کم ہو کر 2008 میں ایک لاکھ زندہ پیدائش پر 140 ہو گئی۔
- ایک سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات جو کہ 2007 میں ایک ہزار زندہ پیدائش پر 44 تھی کم ہو کر 2008 میں ایک ہزار زندہ پیدائش پر 37 ہو گئی۔
- حاملہ ماؤں کو تشنج کے حفاظتی ٹیکوں کا کورس مکمل کرنے کی شرح جو کہ 2007 میں 90 فیصد تھی بڑھ کر 2008 میں 91 فیصد ہو گئی۔
- بچوں کے حفاظتی ٹیکوں کی شرح جو کہ 2007 میں 93 فیصد تھی بڑھ کر 2008 میں 94 فیصد ہو گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تنخواہوں کا مسئلہ چل رہا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتا دیں کہ کیا ان کی تنخواہیں دے دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محکمہ صحت کے حوالے سے آپ کی اجازت سے ایک شعر پیش کرتا ہوں:

جہاں بھونچال فصیل و در میں رہتے ہیں
ہمارا حوصلہ دیکھو ہم ایسے گھر میں رہتے ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لیڈی ہیلتھ ورکرز کی جنوری2012 تک کی تنخواہیں ادا کر دی گئی ہیں چونکہ یہ پروگرام وفاقی حکومت کی گرانٹ سے چلتا ہے اور وفاقی حکومت اس کے پیسے ہمیں بھیج دیتی ہے لیکن پچھلے ماہ کی 20 تاریخ کو ہونے والی میٹنگ میں طے ہو گیا ہے کہ باقی تنخواہیں بھی وفاقی حکومت ہمیں بھیج دے گی اور فروری کی تنخواہیں رہ گئی ہیں جو اگلے ماہ انشاء اللہ انہیں ادا کر دی جائیں گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ "لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنے cover area میں جو اہداف حاصل کئے ہیں، اس میں بتایا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے والوں کی شرح جو کہ 2007 میں 42 فیصد تھی بڑھ کر 2008 میں 43 فیصد ہو گئی" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسی سال میں ان علاقوں میں آبادی کی شرح کتنی رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں ایک فیصد improvement جو ہے وہ International standards کے مطابق ہے اور آبادی کی شرح تقریباً 2.9 فیصد ہے لیکن ہمارے اہداف میں جیسے ایم ایم آر، آئی ایم آر اور فیملی پلاننگ کے تینوں پروگراموں میں ایک فیصد improvement ہوئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پولیو کی مہم کی supervision لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کرتی ہیں جبکہ آپ کے علم میں ہے کہ پاکستان میں پولیو کے cases بڑی تعداد میں سامنے آ رہے ہیں اور اس میں fault یقیناً ان کی campaign میں ہی ہے کیونکہ یہ properly door to door جا کر قطرے نہیں پلاتیں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ پولیو مہم پنجاب میں بڑی کامیابی سے جاری ہے اور اب تک پنجاب میں صرف ایک case ہمارے notice میں آیا ہے اور اس کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ ہماری آبادی کا پورا data base موجود نہیں ہے۔ چونکہ ہمارے پاس

کمپیوٹرائزڈ data نہیں ہوتا، although پنجاب میں 97 فیصد کمپیوٹرائزڈ لوگ ہیں جن کے شناختی کارڈ بھی ہیں لیکن افغان مہاجرین یا جن لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے یا وہ لوگ جو رجسٹرڈ نہیں ہیں اور move کرتے رہتے ہیں، ان کی وجہ سے ہمیں اہداف حاصل کرنے میں مشکل ہوتی ہے اور اس پر بھی ہمارے department میں Cell موجود ہے جسے ہم نے direction دی ہے کہ جو لوگ move کر رہے ہیں یا stationed نہیں ہیں، ان کے لئے بھی strategy evolve کی جائے تاکہ ایک ایک آدمی تک ہم پہنچ سکیں اور پولیو کے قطرے effectively پلا سکیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اتفاق نہیں کرتی کہ پنجاب میں ایک پولیو case report ہوا ہے۔ "ڈیلی ڈان" میں کچھ دن پہلے ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی کہ رحیم یار خان اور دیہی علاقوں میں کئی cases سامنے آئے جبکہ لاہور میں بھی ایک case سامنے آیا ہے جو کہ کافی تشویشناک بات ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر یہ کہہ کر جان چھڑا رہے ہیں کہ مہم بڑے اچھے طریقے سے جاری ہے، میں سمجھتی ہوں کہ ایسا نہیں ہے تو اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس سال ہمیں جو کیس رپورٹ ہوا ہے وہ ایک ہے۔ جو پچھلے سال کے کیس ہیں شاید یہ اُن کی بات کر رہی ہیں وہ 35 کے قریب تھے۔ اس کی campaign پورے ملک میں ہوتی ہے، یہ وفاقی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر بھی ہوتی ہے۔ تین روزہ پولیو campaign میں جن کا یہ ذکر کر رہی ہیں لیڈی ہیلتھ ورکرز اس کا حصہ ہوتی ہیں اس کے علاوہ volunteers بھی ہوتے ہیں اور لوگوں کو payment پر بھی رکھا جاتا ہے۔ مختلف محکمے جن میں ہائی وے پولیس، موٹروے پولیس اور ٹیچروں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس کو ہم پورے effective طریقے سے enforce کر رہے ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہو رہی ہے۔ حکومت، محکمہ صحت، ڈی جی آفس اور ای پی آئی یہ سارے مل کر بڑے effective طریقے سے campaign چلا رہے ہیں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ:جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میرا یہ سوال ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد جب محکمہ صحت وفاق سے devolved ہو کر صوبوں کو چلا گیا تو کیا لیڈی ہیلتھ ورکر پروگرام بھی صوبوں کے حوالے کیا جا چکا ہے یا ابھی تک وفاق کے پاس ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ایک ہی سوال کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو پروگرام ہیں، اس کے لئے بیرونی امداد آتی ہے جو فیڈرل گورنمنٹ کو ملتی ہے اور وہ quarterly صوبوں کو منتقل کرتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات پوچھی ہے وہ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): وہ صوبوں کو منتقل اس حد تک ہوئی ہے کہ ان کا سٹاف ہمارے پاس کام کر رہا ہے لیکن ان کا بجٹ، تنخواہیں سب کچھ فیڈرل گورنمنٹ دیتی ہے اور ہم آگے اس کو disburse کرتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب کے 35 اضلاع میں 45747 لیڈی ہیلتھ ورکرز ہیں۔ ایک حلقہ انتخاب ایم پی اے میں تقریباً ڈیڑھ سو لیڈی ہیلتھ ورکر بنتی ہیں۔ مجھے تو اتنی نظر نہیں آئیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کو کیسے monitor اور manage کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو تعداد بتا رہے ہیں میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ جو فنڈز دیتی ہے اس کے مطابق ہم بھرتی کرتے ہیں اور ان کے باقاعدہ انچارج ہیں۔ MNCH پروگرام اور دیگر لوگ ان کی supervision کرتے ہیں۔ ان کے علاقے کے جو انچارج ہیں اُن کو آپ کا نام دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلے سوال کی تیاری کریں اس میں اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ 35 اضلاع ہیں۔ کیا 35 ہیں یا 36 اضلاع ہیں؟

جناب سپیکر: 36 اضلاع ہیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3464 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کی سہولیات کی تفصیلات

***3464: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کے کن ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے جن ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کی سہولت ہے، انہیں مختلف زونوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو کم مشکلات درپیش ہوں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے ان میں تھانوں کی حدود مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ تھانوں کی تعداد بھی مقرر کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) لاہور میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی / میو ہسپتال لاہور اور علامہ اقبال میڈیکل کالج / جناح ہسپتال لاہور کے شعبہ جات طب شرعی میں ضلع لاہور کے متعلقہ کیسز کے پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور میں جن دو مقامات پر پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے انہیں دو زونوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ لوگوں کو کم مشکلات پیش ہوں۔

(ج) جی ہاں! یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا جن دو مقامات پر پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے ان میں تھانوں کی حدود اور تعداد مقرر کی گئی ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کو پوسٹ مارٹم کے لئے جو دو زون میں تقسیم کیا گیا ہے کیا یہ کافی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج سے پہلے صرف کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں یہ سہولت میسر تھی لیکن موجودہ حکومت نے ایک سال سے جناح ہسپتال علامہ اقبال میڈیکل کالج میں بھی یہ سہولت میسر کر دی ہے۔ دو پوسٹ مارٹم سنٹر کام کر رہے ہیں جن میں تھانوں کے لحاظ سے allocation کر دی گئی ہے۔ یہ بخوبی اپنا کام کر رہے ہیں اور ایمر جنسی میں بھی پوسٹ مارٹم ہوتا ہے اس میں بھی کوئی تاخیر نہیں ہوتی۔ پورے شہر لاہور کے لئے یہ دو ادارے کافی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ تھانوں کے حساب سے تقسیم کر دیا گیا ہے۔ مجھے جو تفصیل دی گئی ہے اس میں لاہور کے بے شمار تھانے ہیں جو mention نہیں ہیں اس کے بارے میں مجھے بتا دیں، میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جن خواتین کی پوسٹ مارٹم کے لئے لیڈی ڈاکٹرز نہیں ملتیں اور کئی کئی دن گزر جاتے ہیں لیڈی ڈاکٹر available نہیں ہوتی اس کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو تھانوں کی بات بتائی ہے اس میں ہم نے پوری تفصیل دے دی ہے کہ north اور south میں شہر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور تقریباً ڈیڑھ سو تھانے ہیں۔ ستر ستر تھانے اپنے اپنے علاقے میں پوسٹ مارٹم کراتے ہیں۔ خواتین کے پوسٹ مارٹم کے لئے دونوں مقامات پر خواتین میڈیکل آفیسرز موجود ہیں اور خواتین کے تمام پوسٹ مارٹم سپریم کورٹ کے آرڈر کے تحت اب خواتین ہی کرتی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! تھانوں کا ذکر کیا گیا کہ لاہور کو دو زونوں میں تقسیم کیا گیا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک خاتون جس کا murder ہوتا ہے اور پولیس چالان میں تاخیر کرتی ہے۔ وہ عورت بے چاری Dead House میں ہی پڑی رہتی ہے اسے چاہے تین دن لگ جائیں یا چار دن لگ

جائیں۔ کیا حکومت کوئی ایسا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ تھانوں کو ensure کرے کہ وہ ایک دن میں ہی اس کا چالان پیش کرے۔۔۔

جناب سپیکر: چالان ایک دن میں نہیں ہو سکتا۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جب ایک عورت قتل ہوتی ہے جب تک پولیس نہیں آتی اس کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاتا اور اس کی dead body وہیں پڑی رہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھ گئے ہیں۔ ان خواتین کا کیا قصور ہے وہاں ڈاکٹر بھی موجود ہوتے ہیں لیکن وہ بے چارے بے یار و مددگار بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تھانیدار چالان لے کر آئے گا تو ہم پوسٹ مارٹم کریں گے اس کے لئے آپ نے ایف آئی آر میں کیا تبدیلی لانی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ چالان چودہ دن کے ریمانڈ کے بعد ہی پیش ہو سکتا ہے۔ پوسٹ مارٹم کے لئے لواحقین کی اجازت کی ضرورت ہے اور پولیس جا کر پوسٹ مارٹم کروا دیتی ہے۔ خواتین پوسٹ مارٹم آفیسر موجود ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے چالان کی ضرورت نہیں ہے صرف لواحقین کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو چوبیس گھنٹے میں پوسٹ مارٹم ہو جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میو ہسپتال میں دو تین واقعات ایسے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جناح ہسپتال میں بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ خواتین کی dead bodies پڑی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سراسر خواتین کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا کیوں ہو گی زیادتی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر کوئی specific واقعہ ایسا ہوا ہے تو اس کا نام بتا دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوئی نام نہیں بتایا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس سے متعلقہ ہی ہے کہ کیا پوسٹ مارٹم کی timings بھی ہوتی ہیں کیونکہ دیہات میں اکثر شام کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں کرتے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! normally پوسٹ مارٹم sunset کے بعد نہیں کرتے اس سے پہلے ہی کرتے ہیں لیکن اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو اس کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرے علاقے میں ایک بچی کا murder ہوا، اس کے ماموں نے اس کو قتل کیا لیکن اس کی ایف آئی آر کٹوانے والا کوئی نہیں تھا تو اس کی dead body دو دن پڑی رہی اور آخر کار ہمسایوں نے اس کا پوسٹ مارٹم کرایا۔ پولیس کی منتیں کرتے رہے اور پولیس کہے کہ اس کا کوئی مدعی بنے۔ اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ نہیں ہے اور میں کہتی ہوں کہ ہے اور ایسا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ لکھ کر دے دیں اس کی رپورٹ منگوا لیتے ہیں انشاء اللہ حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3910 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*3910: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ب) ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ج) خاص کر گائنی کی اسامیاں کب سے خالی ہیں، کیا حکومت یہ اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں 17، 18 اور 19 سکیل کی ہیں۔

(ب) میڈیکل آفیسرز کی خالی اسامیوں کو بذریعہ PPSC پُر کیا جا رہا ہے۔ خالی اسامیوں کی تفصیل محکمہ صحت کو بھیج دی گئی ہے۔

(ج) ایضاً

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سوال پوچھنے والے بھی ڈاکٹر صاحب ہیں اس لئے ذرا سوچ سمجھ کر سوال سنئے اور سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جز (ج) میں پوچھا گیا کہ خاص کر گائنی کی اسامیاں کب سے خالی ہیں، کیا حکومت یہ اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، یہ سوال 2009 میں گیا تھا اور اس کا جواب 2011 میں آیا ہے۔ اس کی recent position نہیں بتائی گئی کہ یہ خالی اسامیاں محکمہ صحت کو بھیج دی گئی ہیں؟ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ان اسامیوں کے لئے امتحان ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے، اسامیاں پُر ہوئیں یا نہیں ہوئیں؟ دو سال بعد بھی اس کا proper جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے سارا کچھ بتایا تو ہے۔ میرا خیال آپ نے پوری طرح پڑھا نہیں ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جیسا کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ وہاں پر گائناکالوجسٹ کی دو اسامیاں خالی ہیں لیکن وہاں چار WMOs کام کر رہی ہیں جو گائنی کے کیسز کو پوری طرح perform کر رہی ہیں۔ آج کل ہمارے جو PPSC کے امتحانات ہو رہے ہیں اس میں تقریباً ساڑھے چار سو خواتین کی اسامیاں چلی گئی ہیں جن کے انٹرویو ہو رہے ہیں جس میں گائناکالوجسٹ بھی شامل ہیں۔ گائناکالوجسٹ جب بھی میسر ہوں گی وہ تمام جگہوں پر تعینات کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات ہر سال ہوتے ہیں، دو سالوں میں کیوں نہیں ہوئے، اگر ہوئے ہیں تو بھرتیاں کیوں نہیں کی گئیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! 1994 سے لے کر 2008 تک پبلک سروس کمیشن کا امتحان نہیں ہوا اور اس دوران Special Selection Board کے ذریعے بھرتیاں ہوتی رہی ہیں جنہیں PPSC کا اختیار تھا لیکن 2008 کے بعد جب سے ہماری حکومتی آئی ہے تو

ہم ہر سال PPSC کے امتحان کروا رہے ہیں۔ ہر سال تقریباً 400 سے 500 افراد select ہوتے ہیں اور appoint کر دیئے جاتے ہیں لیکن خصوصی طور پر آپ THQ بورے والا کی بات کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں لوکل EDOs کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ walk in interview کریں اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق ایڈہاک بھرتی کر لیں لیکن جب لوگ PPSC سے select ہو کر آئیں گے تو پھر ان کو فارغ کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! PPSC ineffective ہے اور دو parallel systems چل رہے ہیں یعنی ایک Select Committee کے ذریعے selections ہو رہی ہیں اور۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اختیار "ای ڈی اوز" ہیلتھ کو دیا ہے کہ اگر آپ کو فوری ضرورت ہو تو ایڈہاک پر بندے appoint کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں، میں تھوڑی سی درستی کر دوں کہ میں نے یہ کہا ہے کہ پچھلے پندرہ سال تک PPSC کا امتحان نہیں ہوا اور اس کی غیر موجودگی میں Special Selection Boards کے پاس یہ اختیار تھا لیکن 2008 کے بعد Special Selection Boards ختم کر دیئے گئے ہیں اور تمام بھرتیاں گریڈ 17 سے لے کر گریڈ 19 تک PPSC کے ذریعے میرٹ پر ہو رہی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال کی جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ میڈیکل افسروں کی خالی اسامیوں کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پُر کیا جا رہا ہے اور خالی اسامیوں کی تفصیل محکمہ صحت کو بھیج دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے یہ جوابات محکمہ صحت کی طرف سے پنجاب اسمبلی کو وصول ہوئے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کون سا محکمہ صحت ہے جس کو محکمہ صحت پنجاب نے یہ خالی اسامیاں بھیجی ہیں؟ دوسرا یہ کہ سوال کے جواب کا وقفہ دو سال کا ہے اس دوران جبکہ ہمارے پاس یہ اختیار ہے کہ ہم ڈاکٹروں کی بھرتی کر سکتے ہیں تو ان سالوں کے اندر یہ اسامیاں ایڈہاک پر fill کیوں نہیں کی گئیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! کل یعنی 5 تاریخ کی latest list ساتھ لگی ہوئی ہے، اس میں ایڈہاک اور مستقل ملازمین کی تفصیل درج ہے جس میں ساری پوزیشن واضح ہے۔ اگر معزز ممبر چاہیں تو میں ان کو یہ latest list دے دیتا ہوں لیکن یہ latest list ان کے ساتھ لگی ہوئی ہے آپ اس کو دیکھ لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ پانچ تاریخ کی لسٹ ہے لیکن میں یہ بات کر رہا ہوں کہ 31- جولائی 2009 کو سوال کیا گیا تھا اور جواب 18- اکتوبر 2011 کو آیا تو اس دوران جو اسامیاں خالی ہوئیں تو اس کے اندر کیوں reflect نہیں ہوئیں اور جو اسامیاں ایڈہاک پر fill کی گئیں وہ کیوں reflect نہیں ہوئیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پانچ تاریخ کو latest جواب منگوالیا ہے، اس کی لسٹ ساتھ لگی ہوئی ہے وہ آپ دیکھ لیں اس میں ساری صورتحال واضح کر دی گئی ہے کہ کون سی اسامی کس دن fill کی گئی ہے اور کون سی خالی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3917 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں موجود طبی مشینری و دیگر تفصیلات

*3917: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں کون کون سی طبی مشینری ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کے لئے کون کون سی مشینری ہے؟

(ج) اس ہسپتال کو کون کون سی طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

(د) موجودہ مشینری میں کون کون سی مشین کب سے بند پڑی ہے، اس کی بندش کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت بند مشینری کو چالو کرنے اور اس ہسپتال کی ضرورت کے مطابق مزید طبی مشینری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں موجود طبی مشینری کی تفصیلی فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہسپتال ہذا میں مریضوں کے ٹیسٹوں کے لئے ایکسرے، ای سی جی، الٹراساؤنڈ، مائیکرو ویب سینٹری فیوجنگ مشین موجود ہیں۔

(ج) ہسپتال ہذا میں الیکٹرو کارڈیک مانیٹر، ڈائیلسز مشین، آپریشن لائیٹ، الٹراساؤنڈ وانستھزیا مشین موجود ہیں۔

(د) کوئی بھی مشینری بند نہ پڑی ہے سبھی مشینیں استعمال میں ہیں۔

(ہ) جی، ہاں! ہسپتال کی ضرورت کے مطابق مشینری موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ اس ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کے لئے کون کون سی مشینری ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ dry Chemistry جس میں بلڈ کے ٹیسٹ ہوتے ہیں اس میں مائیکرو ویب کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ کون سی مائیکرو ویب ہے اور کیا یہ ٹیسٹ dry Chemistry کے ذریعے ہوتے ہیں یا wet Chemistry کے ذریعے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ سوال کیونکہ مشینری کے بارے میں پوچھا گیا ہے اور اس کے make کے بارے میں سوال نہیں تھا اور جو مشین ہمارے پاس

available ہے ان کی تفصیل دے دی گئی ہے۔ اگر آپ ان کے make کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو ہم رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ابھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ تحصیل کی سطح پر ہم نے اتنی مشینری دی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ڈسٹرکٹ کی سطح پر بھی حکومت کے پاس اتنی مشینری نہیں ہے۔ آپ لاہور کے میو ہسپتال، جنرل ہسپتال، گنگارام ہسپتال اور جناح ہسپتال میں دیکھیں کہ Dialysis کے لئے لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں کوئی بورے والا سے آیا ہوا ہے اور کوئی کامونکی سے آیا ہوا ہے۔ اگر حکومت نے تحصیل سطح پر سہولت دی ہوئی ہے تو پھر لاہور میں لوگوں کی لائنیں کیوں لگی ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ لائنوں کی بات ہو رہی ہے تو لائنیں تو دنیا کے ہر ملک میں لگی ہوئی ہیں۔ میڈیکل علاج کے لئے امریکہ اور برطانیہ میں بھی لائن لگی ہوئی ہے لیکن اس حکومت میں 64 سال میں پہلی دفعہ 44 جگہ پر فری Dialysis ہو رہے ہیں اور اس سے ہزاروں لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ ہم نے سینکڑوں لوگوں کو Dialysis machines چلانے کے لئے trained کیا ہے اور اس وقت صرف لاہور کے جنرل ہسپتال میں 80 مشینیں کام کر رہی ہیں جس میں چالیس مشینیں Hepatitis کے مریضوں کے لئے ہیں اور چالیس non-Hepatitis کے مریضوں کے لئے ہیں۔ اسی طرح تمام بڑے ہسپتالوں میں Dialysis کے لئے تمام کٹس، ادویات، داخلہ اور دیگر تمام سہولتیں فری ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ جہاں پر 100 لوگ ہوں گے تو ان کو ٹوکن باری کے مطابق ملتا ہے لیکن انکار کسی کو نہیں ہوتا اور سب کا فری Dialysis ہو رہا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ ایک دن ایک counter میو ہسپتال، ایک دن جناح ہسپتال اور ایک دن جنرل ہسپتال میں لگائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تحصیل کی سطح پر اور دوسرے اضلاع سے کتنے لوگ لاہور علاج کے لئے آتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب لائنوں کی تو بات کرتے ہیں لیکن یہ کیوں نہیں مانتے کہ ہم تحصیل

اور ضلعی سطح پر علاج نہیں دے سکتے کیونکہ ان لوگوں کو اپنے ضلعوں میں سہولتیں نہیں ہیں تو وہ لوگ لاہور آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں تو تین دن پہلے میو ہسپتال اور جنرل ہسپتال سے ہو کر آیا ہوں لیکن یہ جو لائنوں کی بات کی گئی ہے تو اس سلسلے میں، میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں میں باری باری لوگ اپنا علاج کراتے ہیں، ایک مہذب قوم کی طرح آتے ہیں، رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور علاج کراتے ہیں لیکن وہاں لائن کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو طبی سہولتیں فراہم نہیں ہو رہیں۔ یہاں پر جتنے لوگ آتے ہیں ان کے علاج کے لئے ڈاکٹرز اور نرسیں بھی بیٹھی ہوئیں ہیں اور ادویات بھی میسر ہیں۔ حکومت پنجاب نے پورے صوبہ میں پہلی بار فری ادویات کی provision کے لئے 7۔ارب روپیہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں فرمایا ہے کہ ہم نے تحصیل سطح پر بھی Dialysis کا بندوبست کیا ہوا ہے تو ضلع چکوال میں تحصیل سطح پر تو دور کی بات ہے لیکن ضلع کی سطح پر بھی یہ سہولت میسر نہیں ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کیونکہ انہوں نے یہ اعلان کیا ہے، یہ سارے معزز ممبران سن رہے ہیں اور اخباروں میں publish ہوگا تو اس لئے یہ تحصیل سطح پر Dialysis Centre کا بندوبست کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع چکوال میں تحصیل اور ضلعی سطح پر بھی Dialysis Centre نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ دنیا میں کہیں بھی تحصیل سطح پر Dialysis نہیں ہوتا اور یہ ہمیشہ سنٹرز ہوتے ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ ہمارے ٹیچنگ ہسپتال جو کہ بیس کے قریب ہیں، 36 ڈی ایچ کیو ہیں، ہم 44 جگہوں پر free Dialysis

کر رہے ہیں، تحصیلوں کے لوگ ضلع میں آکر Dialysis کرواتے ہیں اور یہ تحصیل سطح پر ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں کہ پورے ضلع چکوال میں Dialysis کی سہولت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں ضلع چکوال کو چیک کر لیتا ہوں کہ اگر ضلع چکوال میں Dialysis کا انتظام نہیں ہے تو جلد شروع کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3999 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈرگ کے نمونہ جات کی رپورٹ میں تاخیر کی تفصیلات

*3999: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈرگ ایکٹ 1976 کی رو سے ڈرگ کے نمونہ جات وصول ہونے کے بعد ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا 60 دن کے اندر رپورٹ کرنا لازمی ہے اگر ہاں تو کیا یہ مدت زیادہ نہ ہے اور حکومت اس مذکورہ ایکٹ میں ترمیم کروا کر کم کرنے کے لئے تیار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عموماً لیبارٹری ٹیسٹ کی رپورٹ میں تاخیر ہو جاتی ہے جس سے مریضوں کو ادویات کی فراہمی نہیں کی جا سکتی، اگر ہاں تو اس کے حل کے لئے حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ بات درست ہے کہ ڈرگ ٹیسٹنگ ایکٹ 1976 کے سیکشن بائیس کی رو سے ٹیسٹنگ لیبارٹری سیمپل (نمونہ) وصول ہونے کے 60 دن کے اندر اندر اس کی رپورٹ کرنے کی

پابند ہے، یہ مدت زیادہ نہ ہے کیونکہ دوائی کے تجزیہ کے آفیشل طریق کار کے مطابق یہ مدت انتہائی ضروری ہے لیکن بعض اوقات کچھ ادویات کا مائیکرو بائیولوجیکل تجزیہ کے لئے اس سے زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کی رپورٹ میں تاخیر کی وجہ سے مریضوں کو ادویات کی سپلائی میں مشکل ہو جاتی ہے، کیونکہ ہسپتال میں مناسب مقدار میں ادویات موجود ہوتی ہیں۔ جس وقت نئی سپلائی کے لئے آرڈر دیئے جاتے ہیں ان ادویات کے نمونے تجزیے کے لئے لیبارٹری بھیجے جاتے ہیں۔ تمام ہسپتال اس بات کے پابند ہیں کہ وہ کسی بھی میڈیسن کی سپلائی کا آرڈر اس وقت دے دیں جب ان کے پاس تقریباً تین ماہ کی ضروریات پورا کرنے کا سٹاک موجود ہو۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس جواب میں contradiction پر بات کرنے سے پہلے ایک بات کا اعتراف اور appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں الحمدللہ جتنے اچھے ڈاکٹرز، جتنے اچھے ہسپتال، جتنا اچھا paramedics اور جتنی free medicines ہیں دنیا کے کسی خطے میں نہیں ہیں۔ I really appreciate. لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے لوگوں کو اپنی چیزیں سراہنے کی عادت نہیں ہے۔

We must appreciate Doctors and Paramedics as well as our Government that is providing all the medical facilities free of cost.

لیکن اس میں جو contradictions ہیں میں وہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے purchase سے پہلے جو drugs testing کا سسٹم بتایا ہے یعنی کہ کچھ ادویات کے testing کے لئے ساٹھ دن چاہئیں یا کچھ ادویات کے لئے زیادہ دن بھی چاہئیں۔ اگر Purchase Manual کو اس طرح سے ترتیب دیا جائے، Drugs Testing Labs اپنی اپنی جگہ کام کر رہی ہیں اور ڈرگ انسپکٹر بھی اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں تو ہمیں انہیں purchase سے پہلے ساٹھ دن دینے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے جبکہ کوئی بھی دوائی testing کے بغیر کسی فیکٹری سے باہر نہیں آ سکتی اگر وہ automatically صحیح کام کر رہے ہیں تو وہ ہمیں rightly available کیوں نہیں ہوتی؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم

Purchase Manual میں یہ چیز بھی شامل کر لیں کہ جو فنڈز ہم ڈسٹرکٹ کو دیتے ہیں اور اگر ان کو یہ فنڈز timely release کر دیئے جائیں تو اس میں بہت بڑی قباحت سے بچ سکتے ہیں اور ہماری بہت بڑی saving ہو سکتی ہے کیونکہ جب فنڈز late release ہوتے ہیں تو وہاں پر LP purchase ہوتی رہتی ہے، Local Purchase سے یہ ہوتا ہے کہ ریٹس بہت زیادہ لگتے ہیں لیکن جب فنڈز کی release چھ چھ ماہ کے بعد کی جاتی ہیں تو اس وقت تک ملین میں نقصان ہو چکا ہوتا ہے۔ اگر altogether پنجاب کو consider کریں تو یہ اربوں میں نقصان جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی suggestions آ گئی ہیں، میں آپ کو ضمنی سوال کا کہہ رہا ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ہماری Drugs Testing Labs regularly کام کر رہی ہے تو ہمیں ان کو یہ ساٹھ دن purchasing میں دینے کی ضرورت کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! اس سوال کے دو حصے ہیں، ڈرگ ٹیسٹنگ لیب کے دو کام ہیں، ایک تو جو ادویات ہم خریدتے ہیں ان کو ٹیسٹ کرواتے ہیں اور اس کی رپورٹ آنے کے بعد دوائیاں ہسپتال میں فراہم کی جاتی ہیں اس کے لئے درج ہے کہ تین مہینے کی دوائی موجود ہو تو ٹیسٹنگ کے لئے بھیج دی جاتی ہے۔ جب اس کی رپورٹ آ جاتی ہے تو اس کے بعد ہم اگلی خریداری کرتے ہیں۔ نوے دن کا وقفہ موجود ہوتا ہے تاکہ ہمارے پاس سٹور میں دوائیاں موجود رہیں۔ اس کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ جن ادویات کے مختلف میڈیکل سٹوروں سے samples لیتے ہیں ان کو ٹیسٹ کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ میڈیکل سٹوروں اور پرائیویٹ ہسپتالوں کی ٹیسٹنگ کا علیحدہ procedure ہے جس کے لئے ساٹھ دن چاہئیں۔ ساٹھ دن both types کے لئے mandatory ہیں، ایک خریداری کے لئے اور دوسرا انسپکشن کے لئے، اس میں جہاں تک تاخیر کا تعلق ہے وہ اس لئے ہوتی ہے کہ burden بڑھ جاتا ہے یا کچھ ٹیسٹ ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے اڑتالیس گھنٹے سے لے کر بہتر گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ Scientifically کام کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اور خاص طور پر پی آئی سی کے واقعہ کے بعد چیف منسٹر نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جس میں تمام ترامیم، ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا procedure اس کے علاوہ establishment of new Drugs Testing Laboratories اور Accreted Lab دوائی کی خریداری کے لئے کمیٹی بنا دی

گئی ہے جو چند دنوں میں وہ اپنی رپورٹ پیش کر دے گی تاکہ اس میں جو lacunas ہیں ان کو پورا کر دیا جائے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے مگر میں یہ بات پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اگر ہمارا regular system properly کام کر رہا ہو تو ہمیں purchase کرتے وقت دوبارہ ٹیسٹنگ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ ہمارا system regularly کام نہیں کر رہا یہی وجہ ہے کہ ہر purchase سے پہلے اپنی ادویات کو دوبارہ ٹیسٹنگ کے لئے بھیجتے ہیں۔ میرا سوال صرف اتنا ہے بلکہ میری اپنے بھائی سے humble request ہے کہ ہم اپنے ڈیپارٹمنٹ کی اس ورکنگ کو بہتر بنا کر نہ صرف ٹائم بچا سکتے ہیں بلکہ۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب والا! اگر یہ ڈرگ ٹیسٹنگ سسٹم ٹھیک تھا تو پھر ان جعلی ادویات کی وجہ سے پنجاب میں سینکڑوں لوگوں کی اموات کیوں ہوئیں اور ان کی ٹیسٹنگ کہاں سے ہوئی تھی اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر لاہور میں ہی سارا سسٹم موجود ہے تو پھر بیرون ملک ان ادویات کے sample کیوں بھجوائے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! یہ blood testing نہیں ہے بلکہ drug testing ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب والا! میں نے drug testing ہی کہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! دنیا کی تمام ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جب کوئی sample check کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے تو اس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ آپ نے کیا کیا رپورٹ دینی ہے، active ingredient کے بارے میں رپورٹ دینی ہے یا کوئی اور رپورٹ دینی ہے؟ جب ان ادویات کو ٹیسٹ کے لئے بھیجا گیا تھا تو active ingredient کے بارے میں report positive آئی تھی لیکن جب باہر کے ملکوں میں بھیجا گیا تو inactive ingredient کے بارے میں بھی پوچھا گیا کیونکہ باقی چیزیں جو دوائی کا حصہ ہوتی ہیں جیسے base ہے، oil ہے، paint ہے اس کا cover ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں mixture ہوتی ہیں ان کو ٹیسٹ کرنے کے لئے باہر بھیجا گیا جس کی اڑتالیس گھنٹے کے اندر رپورٹ آ گئی۔ اگر ہم وہی سوال کر کے لوکل لیبارٹری، سنٹرل

لیبارٹری کراچی، NIH اسلام آباد یا پنجاب کی کسی لیبارٹری میں بھیجیں تو ان کا جواب بھی وہی ہوگا جو بیرون ملک لیبارٹری کی طرف سے آیا ہے۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: نہیں آپ تشریف رکھیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جو عملہ تعینات ہے اس کی qualification کیا ہے؟

جناب سپیکر: کس کی qualification کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جو عملہ کام کرتا ہے اس کی کیا qualification ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جو لوگ لگائے جاتے ہیں وہ بنیادی طور پر فارماسسٹ ہوتے ہیں اور ان کا ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں کے مختلف سیکشنوں میں کام کرنے کا تجربہ ہوتا ہے۔ ملتان، لاہور اور اس کے علاوہ بھی جہاں جہاں یہ لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں وہاں پر وہ لوگ تعینات ہیں جن کا دس سے لے کر پچیس سال تک اس فیلڈ میں تجربہ ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور میں نے بتایا ہے کہ ان کو upgrade کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنی ہے جو اس میں ترامیم تجویز کر رہی ہے تاکہ ان کو دنیا کی بہترین لیبارٹریاں بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چوہدری محمد اسد اللہ صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! On his behalf.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf. Question No. 4000

جناب سپیکر: آپ خود ہی فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! شیخ صاحب! پہلے بات کر لیں۔

جناب سپیکر: پہلے وہ تھے؟

جناب اعجاز احمد خان: پہلے تو جو بھی تھا، میں نے گزارش کی ہے کہ شیخ صاحب پہلے بات کر لیں۔ سیکنڈ سپلیمنٹری پر بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری میں بات نہیں ہو گی بلکہ ضمنی سوال ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس کا جز (ج) دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4000 (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ صاحب کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

سرکاری سطح پر ادویات خریدنے کا طریق کار

*4000: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صحت میں ادویات خریدنے کا کوئی طریق کار مقرر ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ب) کیا خریدی گئی ادویات ضلع میں ہسپتال میں سٹوریج کی جاتی ہیں اگر ہاں تو کیا مذکورہ سٹور ایئر کنڈیشنڈ ہوتے ہیں؟

(ج) کیا ادویات کی پے منٹ ڈرگ کی رپورٹ آنے کے بعد کی جاتی ہے یا پہلے نیز پے منٹ کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جی، ہاں! محکمہ صحت ادویات خریدنے کے لئے پنجاب پرچیز مینوئل میں وضع کردہ قوانین اور طریق کار پر سختی سے کاربند ہے، پرچیز مینوئل میں وضع کردہ طریقہ کار کا خلاصہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) خریدی گئی ادویات متعلقہ ضلع کے ہسپتال میں سٹور کی جاتی ہیں، مگر عمومی طور پر ضلع کے ہسپتالوں میں سٹور ائیر کنڈیشنڈ نہیں ہوتے۔ تاہم temperature sensitive ادویات کو مناسب درجہ حرارت پر رکھنے کی ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

(ج) محکمہ صحت ادویات کی خریداری کے سلسلے میں صوبائی سطح پر ادویات بنانے والی اور سپلائی کرنے والی فرمز کے ساتھ پنجاب پرچیز مینوئل کے مطابق ریٹ کنٹریکٹ کرتا ہے، جسے پورے صوبے کے اضلاع میں سرکولیٹ کر دیا جاتا ہے۔ متعلقہ ضلعی حکومتیں ریٹ

کنٹریکٹ کے مطابق پرچیز آرڈر issue کرتی ہیں اور بعد ازاں payment کرتی ہیں۔ محکمہ صحت کسی بھی ضلعی حکومت کے لئے پرچیز آرڈر issue کرتا ہے اور نہ ہی payment کرتا ہے، البتہ مروجہ طریق کار کے مطابق ادویات کی خریداری کی بابت payment ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کی رپورٹ آنے کے بعد کی جاتی ہے، Financial Rules کے مطابق 500 روپے سے زیادہ کی payment بذریعہ cross cheque یا Pay order کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا اس سوال کا جز (ج) دیکھیں محکمہ صحت ادویات کی خریداری کے سلسلے میں صوبائی سطح پر ادویات بنانے والی اور سپلائی کرنے والی فرموں کے ساتھ Punjab Purchase Manual کے مطابق rate contract کرتا ہے جسے پورے صوبے کے اضلاع میں سرکولیٹ کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ جو محکمہ rate contract کرتا ہے وہ purchase نہیں کرتا اور حقیقت یہ ہے کہ جب وہ purchase نہیں کرتا بلکہ صرف rate کرتا ہے تو میرے اور آپ کے ضلع میں بھی دوائیاں اس ریٹ پر نہیں ملتیں جو یہاں پر یہ rate contract کیا جاتا ہے۔ پورے صوبے میں ان کمپنیوں کے جتنے بھی Head Offices ہیں وہ لاہور میں ہیں۔ جب یہ rate contract کرتا ہے تو یہ central purchase کیوں نہیں کرتا اور کیا وجہ ہے کہ اضلاع کو ادویات بروقت نہیں ملتیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): اس میں دو چیزیں ہیں، ایک تو اس وقت جو PPRA Rules ہیں وہ supreme rules ہیں، جتنی بھی purchase ہو رہی ہے وہ PPRA Rules کے تحت ہو رہی ہے اور جو ہمارا سنٹرل میڈیکل ڈپو ہے اس میں ہم کچھ دوائیاں سنٹرل ریٹ کے تحت خریدتے ہیں اور ابھی اس وقت بھی خریدی جا رہی ہیں۔ جہاں جہاں PPRA Rules کے تحت خریداری ہو رہی ہے، rate contract پہلے ہوتا تھا آج کل نہیں ہو رہا اور اگر کر بھی دیا جائے تو وہ ایک ریٹ لکھ کر بھیج دیتے ہیں جو best rate ہوتا ہے اس کو سرکولیٹ کر دیا جاتا ہے تاکہ اضلاع اگر خریدنا چاہیں تو خرید لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے ان کو بات مکمل کر لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں نے ان کی بات سمجھ لی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی اہلیت پر کوئی شبہ نہیں ہے لیکن PPRA Rules اس میں کہاں سے آ گئے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ PPRA Rules منع کرتے ہیں کہ central purchase نہ کی جائے، مجھے صرف اس کا جواب دے دیں کہ PPRA Rules ان کو کہاں منع کرتے ہیں کہ central purchase نہ کی جائے؟ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اضلاع میں وہ purchase اس لئے نہیں کرتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہاں پر ان ریٹ پر ادویات نہیں ملتیں۔ یقین کریں اور میں ثابت بھی کر سکتا ہوں کہ میرے اور آپ کے ضلع میں بے شمار جگہوں پر ادویات available نہیں ہیں، اس کی availability کی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اضلاع کو اختیارات دے دیئے ہیں، funds دیئے ہیں لیکن contract یہاں لاہور میں ہوتا ہے یا تو contract بھی خود کریں اور اپنی purchases بھی خود ہی کریں۔ یہاں پر contract کی discretion ان کی ہے اور purchases انہوں نے کرنی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ طریق کار کیوں تبدیل نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ پچھلی حکومت میں جب devolution ہوئی تھی تو صحت کے سارے اختیارات EDOs اور DCOs کو دے دیئے گئے تھے۔ وہاں پر Purchase Committees موجود تھیں اور وہ اپنی خریداری کرتی تھیں۔ اب چونکہ یہ سسٹم ختم ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی EDOs کو فنڈ فراہم کر دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کے مطابق خریداری کر سکتے ہیں۔ یہ جو فرما رہے ہیں کہ ریٹ کی کوئی پابندی نہیں ہے اگر اس سے کم ریٹ پر ان کو میسر ہے تو وہ خریداری کر سکتے ہیں۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے جو ریٹ ہم نے fix کئے ہیں اس کے مطابق لیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! کم ریٹ کی میں بات ہی نہیں کر رہا، جس ریٹ پر یہ contract کر رہے ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! Rules میں contract کا ریٹ موجود ہی نہیں ہے، ریٹ کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ PPRA تو صرف یہ کہتا ہے کہ transparency رکھی جائے۔ اب ہوا کیا ہے، میرے ضلع میں تین لاکھ سرنجیں چاہئیں تھیں، انہوں نے مجھے کہا کہ ہمیں سرنجیں نہیں مل رہیں میں نے اس کا لاہور سے arrangement کیا لیکن وہ اس سسٹم کے تحت خرید نہیں سکے۔ سوال یہ ہے کہ اس کو بہتر کیوں نہیں کر لیتے یا تو پھر یہ central purchase کر لیں۔ جہاں تک پارلیمانی سیکرٹری صاحب EDOs کا کہہ رہے ہیں یہ بھی EDOs پر vary کرتا ہے۔ اگر EDO اچھا آدمی ہے تو purchases ہو رہی ہیں ورنہ اس وقت چھانگا مانگا میں ایک ڈسپنسری ہے جہاں پر ڈاکٹر موجود ہیں، نرسیں موجود ہیں سب کچھ ہے لیکن پچھلے ایک سال سے کوئی دوائی موجود نہیں ہے۔ کل DFO خود میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے لیٹر دکھایا کہ کوئی دوائی نہیں ہے اور عملہ بلاوجہ کی فیسیں لے رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے تو اس کو بہتر کیوں نہیں بنایا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت rate contract نہیں ہو رہا یہ ختم ہو چکا ہے۔ حکومت پنجاب یا محکمہ صحت rate contract نہیں کرتے بلکہ PPRA Rules کے مطابق DCOs اور EDOs Health کے علاوہ ضلع میں ایک پوری کمیٹی موجود ہوتی ہے جو PPRA Rules کو follow کرتے ہوئے خریداری کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں اگر کوئی شکایت ہے تو یہ ہمیں بتائیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو دور کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پھر وہی بات کر رہے ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ central purchase کرنے میں کیا حرج ہے؟ بہاولپور سے لے کر اٹک تک کے لئے یہاں سے purchase order issue کیوں نہیں ہوتا؟ کیوں نہ ان کو کہا جائے کہ آپ یہاں سے ادویات لے لیں، دوائیاں ان کو ملتی نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! انہوں نے جو بات کی ہے پہلے central rate ہوتا تھا اس میں چونکہ بہت بڑی خریداری ہوتی تھی اس لئے اس میں بے ضابطگیاں ہوئیں اور سنٹرل سٹور میں بھی بے ضابطگیاں ہوئیں، اس کی جب distribution ہوتی تھی اس کو جب transfer کرتے تھے تو اس میں بھی شکایات تھیں اس لئے اب central purchase بند کر دی گئی ہے لوکل لوگوں کو authorize کیا گیا ہے اور وہاں پر ایک transparent procedure ہے جس میں باقاعدہ ٹینڈر ہوتا ہے lowest price کو دیکھا جاتا ہے PPRA Rules کو follow کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اضلاع کو authorize کیا گیا ہے اور وہاں پر اس کمیٹی کو responsible بنایا گیا ہے جس میں DCOs,EDOs اور DDO(H) شامل ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے اضلاع میں سے صرف ننکانہ کو ہی اٹھا کر دیکھ لیں کہ کیا انہوں نے rules follow کئے ہیں؟ میں اب قصور کی بات بھی نہیں کرتا تاکہ آپ پھر یہ نہ کہیں کہ میں biased ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ننکانہ کی بات کی ہے اس کی ہم انکوائری کروا لیتے ہیں اگر اس میں کوئی بے ضابطگی ہوگی اور قوانین سے روگردانی ہوگی تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا، ہم نے جو procedure طے کیا ہے وہ transparent ہے اگر کوئی اس کی violation کر رہا ہے تو اس کے لئے قانون میں سزا موجود ہے انشاء اللہ اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: ضمنی سوال۔

MR SPEAKER: Supplementary Question from Mr Ijaz Ahmad Khan.

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے جز(ج) میں بتایا کہ ہے کہ ضلعی حکومتیں ادویات پرچیز کرتی ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضلعوں کے درمیان ادویات کی خریداری کے لئے جو فنڈز release کئے جاتے ہیں وہ آبادی کی بنیاد پر ہیں یا ہسپتالوں کی تعداد پر ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ آبادی کا تناسب رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! آبادی کے مطابق ہی فنڈز ملتے ہیں، جو بڑا ضلع ہے اس کو زیادہ ملیں گے اور چھوٹے ضلع کو کم ملیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری کے پاس 36 اضلاع کے حوالے سے کوئی سٹیٹمنٹ موجود ہے کہ کس ضلع کو کتنے فنڈز جاری کئے گئے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ This is fresh question

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں اس کی رپورٹ منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ رپورٹ چھوڑیں۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑی important بات ہے انہوں نے جو بات کی ہے کہ آبادی کی بنیاد پر اضلاع کے اندر فنڈز تقسیم کئے جاتے ہیں یہ مفروضے کی بنیاد پر ہے۔ یہ کہاں پر لکھا ہے، صوبائی حکومت کی یہ کون سی پالیسی ہے جس کے تحت ضلعوں کے درمیان ادویات کی خرید اور تقسیم آبادی کی

بنیاد پر ہے؟ یہ arbitrarily ہے اور یہ بالکل gray area ہے اس پر کوئی rules موجود نہیں ہیں اگر ہیں تو ایوان کو اعتماد میں لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بالکل clear بات ہے کہ جتنے لوگوں کو دوائی چاہئے، جتنے لوگ وہاں پر medical health care service utilize کرنا چاہتے ہیں ان کو اتنے فنڈز دیئے جائیں گے اور ان کو وہی سہولتیں میسر کی جائیں گی۔ معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اس کی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اگر آبادی زیادہ ہے اور فنڈز کم دیئے جائیں تو ان کو کیسے دوائیاں ملیں گی۔ یہ مجھے اس کا فارمولا سمجھا دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کو اس طرح نہ لیں کہ میں نے کہا ہے کہ جہاں پر آبادی زیادہ ہو گی وہاں فنڈز کم، میں نے یہ نہیں کہا۔ میں نے ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کیا ہے کہ یہاں پر بہت سارے اضلاع کے اندر ادویات کی عدم فراہمی ہے حالانکہ حکومت کی ایک قابل ستائش پالیسی ہے کہ پہلی دفعہ یہاں پر مفت ادویات کی فراہمی کی گئی ہے جس کے لئے حکومت مبارکباد کی مستحق ہے اور پارلیمانی سیکرٹری بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ صحت ادویات کی تقسیم کے لئے ایک واضح پالیسی بنانا چاہتا ہے جس کے تحت اس arbitrary فیصلے کا خاتمہ ہو سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں بڑی clear strategy اور پالیسی ہے کہ ہم نے 2009 میں مفت ادویات کی فراہمی شروع کی اس وقت یہ کام 2-ارب روپے سے شروع ہوا تھا جو اب 7-ارب روپے پر پہنچ گیا ہے۔ ہم تمام ہسپتالوں کو لیٹر لکھتے ہیں کہ وہ اپنے patients کی تعداد، اپنی requirements اور جو فنڈز چاہئیں اس کی detail ہمیں بھیج دیں۔ جب وہ detail مل جاتی ہے تو ہم اس کے مطابق ان کو funds allocate کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو مفت ادویات مل سکیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4055 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹس کی تفصیلات

*4055: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کے کن سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹ موجود ہیں؟

(ب) کیا موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد لاہور میں کوئی نیا برن یونٹ قائم کیا گیا ہے اگر ہاں تو کب اور کہاں؟

(ج) یکم جنوری 2008 سے لے کر آج تک جلنے کے کتنے مریض سروسز ہسپتال میں لائے گئے، کتنے صحت یاب ہوئے، کتنے جاں بحق ہوئے اور کتنے ابھی زیر علاج ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) جلے ہوئے مریضوں کو حکومت کی طرف سے کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) لاہور میں میو ہسپتال میں برن یونٹ موجود ہے اور جناح ہسپتال لاہور میں جدید اور مثالی برن یونٹ زیر تعمیر ہے اور بہت جلد مکمل ہو جائے گا جو کہ 65 بیڈز پر مشتمل ہے اور اس میں تمام سہولتیں موجود ہیں۔

(ب) موجودہ حکومت ہی لاہور کے جناح ہسپتال میں برن یونٹ کو جلد مکمل کروا رہی ہے جو کہ زیر تعمیر ہے۔

(ج) لاہور کے سروسز ہسپتال میں 210 جلے ہوئے مریضوں کو لایا گیا ان میں 176 مریضوں کو فوری طور پر طبی امداد دے کر فارغ کر دیا گیا ہے۔ 34 مریضوں کو داخل کیا گیا جن میں سے 7 کی اموات ہوئیں، باقی صحت یاب ہوئے۔

(د) جلے ہوئے مریضوں کو تمام طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں اور اگر جلے ہوئے مریض کو پلاسٹک سرجری کی ضرورت ہو تو اس کی پلاسٹک سرجری بھی کی جاتی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں برن یونٹ موجود ہے اور جناح ہسپتال لاہور میں جدید اور مثالی برن یونٹ

زیر تعمیر ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب بننا شروع ہوا اور کب تک مکمل ہو جائے گا کیونکہ 2009 میں یہ سوال کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! برن یونٹ کے بارے میں بتائیں کہ کب functional ہو گا یا ہو چکا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! یہ تقریباً ڈیڑھ ارب کا منصوبہ تھا، اس میں پچاس فیصد وفاقی حکومت نے دینا تھا اور پچاس فیصد صوبائی حکومت نے دینا تھا۔ صوبائی حکومت نے پچاس فیصد ادا کر دیا ہے وہ کام مکمل ہو چکا ہے لیکن ڈیڑھ سال سے وفاقی حکومت نے اپنا share نہیں دیا تھا لیکن ابھی وزیر اعظم سے جو میٹنگ ہوئی ہے اس میں انہوں نے تقریباً 113 کروڑ روپیہ release کیا ہے وہ ہمیں مل جائے گا اور یہ برن یونٹ انشاء اللہ اسی سال کام شروع کر دے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ جناح ہسپتال میں برن یونٹ جلد مکمل کروا دیا جائے گا جو زیر تعمیر ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کی کیا deadline ہے، یہ کب مکمل ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): یہ جناح ہسپتال کی ہی بات ہو رہی ہے چونکہ میو ہسپتال میں تو پہلے ہی برن یونٹ کام کر رہا ہے۔ جناح ہسپتال میں ایک نیا برن یونٹ بن رہا ہے جس کے بارے میں نے گزارش کی ہے کہ اس میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کا share 50/50 تھا وہ دے دیا گیا ہے اور انشاء اللہ یہ اسی سال مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4056 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اخبارات میں حکیموں و ہومیوپیتھک ڈاکٹرز کی جانب سے دیئے جانے والے اشتہارات کی تفصیلات

*4056: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام اخبارات کے اتوار کو شائع ہونے والے میگزینز میں مختلف حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی جانب سے بڑے بڑے متاثر کن اشتہارات شائع کروائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی اسناد کو چیک بھی کیا جاتا ہے اگر ہاں تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو ادویات اشتہارات کے ذریعے فروخت کرنے کے لئے پیش کی جاتی ہیں، ان کا محکمہ صحت لیبارٹری ٹیسٹ کرواتا ہے اگر ہاں تو مضر صحت ادویات بنانے اور فروخت کرنے والے افراد کو کس قانون کے تحت کیا سزا دی جاتی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) کیا صوبہ پنجاب میں کوئی بھی شخص ادویات بنا کر اشتہارات کے ذریعے انہیں فروخت کر سکتا ہے؟

(ہ) مضر صحت ادویات بنانے اور اشتہارت کے ذریعے فروخت کرنے والوں کے خلاف حکومت کیا حکمت عملی بنا رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) بعض میگزینز میں مختلف حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی جانب سے اشتہارات شائع کروائے جاتے ہیں۔

(ب) حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی اسناد چیک کرنے کا صوبائی محکمہ صحت کے پاس کوئی طریق کار نہیں ہے۔

(ج) اگر یونانی ہربل یا ہومیوپیتھک ادویات کے بارے میں یہ شکایت آئے کہ ان میں ایلوپیتھک ادویات کے اجزاء استعمال کئے جا رہے ہیں تو ان کے نمونہ جات تجزیہ کے لئے ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری بھجوائے جاتے ہیں، اگر لیبارٹری سے اس امر کی تصدیق ہو جائے تو یہ ادویات بنانے اور فروخت کرنے والوں کے خلاف ڈرگز ایکٹ 1976 کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس جرم کی سزا کم از کم تین سال اور زیادہ سے زیادہ دس سال اور ایک لاکھ روپے جرمانہ ہے۔

(د) ادویات کو اشتہارات کے ذریعہ فروخت کرنے کے لئے وفاقی وزارت صحت کا اجازت نامہ لازمی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے صوبہ کے تمام ڈرگز انسپکٹروںPEMRAاور ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشنز پنجاب کو غیر قانونی اشتہارات روکنے کے لئے قانونی کارروائی عمل میں لانے کی ہدایات دی ہیں اور اس غیر قانونی کام میں ملوث لوگوں کے خلاف ڈرگز ایکٹ 1976 کی دفعہ 24 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) کا جواب دیا ہے کہ حکیموں اور ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی اسناد چیک کرنے کا صوبائی محکمہ صحت کے پاس کوئی طریق کار نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی طریق کار نہیں ہے تو ان ادویات کے استعمال سے جو جانی نقصان ہوتا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے چونکہ ہماری آبادی کا بیشتر حصہ ہومیو پیتھک اور حکیموں کے پاس جاتا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! حکیموں اور یونانی طریق کار کو check کرنے کا اختیار صرف طبی کونسل یا ہومیو پیتھک کونسل اسلام آباد کے پاس ہے لیکن ہم جو نیا law لا رہے ہیں اس میں alternate medicine کو cover کر رہے ہیں اور ہمارا جو ہیلتھ کیئر کمیشن ہے اس میں بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ہومیو پیتھک، یونانی اور ہربل کو کنٹرول کر سکیں لیکن فی الحال آج تک ہمارے پاس کوئی ایسا قانون نہیں تھا جس کے تحت ہم چیک کر سکیں لیکن اس کے باوجود بھی 1976 کے ایکٹ کے آرٹیکل 23,24,26 کے تحت ہم نے پچھلے تین چار مہینوں سے activity کی ہے جس کے نتیجے میں تقریباً تین سو افراد گرفتار ہوئے ہیں تین سو چالان ہوئے ہیں پندرہ سو جگہوں پر ہم نے raid کیا ہے اور اس میں کافی جرمانہ بھی وصول کیا ہے۔ جو قوانین موجود ہیں اس کے تحت ہم پچھلے تین ماہ سے یہ کارروائی کر رہے ہیں تاکہ ان کو کنٹرول کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ اسلام صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ بیٹھیں ڈاکٹر صاحب کو ضمنی سوال کر لینے دیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اسی سوال میں ضمنی سوال ہے کہ دیواروں پر بہت بڑی بڑی چاکنگ نظر آتی ہے اور بڑے جدت پسندانہ جملے، مایوسی گناہ، کھوئی ہوئی جوانی واپس، پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ جو کشتہ جات اور اس طرح کی چیزیں دیتے ہیں اس میں کافی سارے لوگوں کے گردے تباہ ہو جاتے ہیں۔ وال چاکنگ تو صوبائی حکومت کا محکمہ ہے کم از کم اس پر تو پابندی لگانی چاہئے۔ اخبارات اور ریڈیو پر جو پروگرام چلائے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات غور سے سنیں پھر آپ نے جواب بھی دینا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ریڈیو پر جو پروگرام چلائے جاتے ہیں، اخبارات میں بڑے بڑے اشتہار دیئے جاتے ہیں اور دیواروں پر لکھا جاتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی محکمہ ہے ان کو تو کنٹرول کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ جو اشتہارات ہیں، جو billboards ہیں ہم نے ان کے خلاف بھی کارروائی کی ہے جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس میں 1976 کے ڈرگ ایکٹ کے سیکشن 24 کے تحت پانچ سال سزا ہو سکتی ہے اور پچاس ہزار روپے جرمانہ ہے۔ میں نے اس سلسلے میں گزارش کی ہے کہ ہم نے پچھلے تین ماہ میں 1593 جگہوں پر raid کیا ہے، اس میں 296 ایف آئی آر ہوئی ہیں جن کے اشتہار لگے ہوئے تھے ہم نے وہ 306 کلینکس seal کئے ہیں اور 195 افراد بھی گرفتار ہیں۔ پنجاب حکومت اس پر کام کر رہی ہے اور آپ کی ماہرانہ رائے پر بھی عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عبداللہ یوسف صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال ہے کہ کیا یونانی، ہربل اور ہومیوپیتھک ادویات محکمہ صحت کے ماتحت نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اتنی دیر بات ہوئی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ سوال کریں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! کیا یونانی اور ہومیوپیتھک محکمہ صحت کے ماتحت ہیں، کیا ان کو محکمہ صحت کنٹرول کرتا ہے اگر محکمہ صحت انہیں کنٹرول نہیں کرتا تو کون کرتا ہے؟

جناب سپیکر: یونانی، ہربل یا ہومیوپیتھک۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ایلوپیتھک کے علاوہ جتنے پندرہ بیس طریقہ علاج ہیں جنہیں دنیا میں alternate medicine کہتے ہیں اور دنیا میں انہیں کنٹرول کرنے کے لئے مختلف قوانین موجود ہیں۔ ہمارے ملک میں اس کے قانون کے لئے بل تیار ہے لیکن پاس نہیں ہوا اس کے باوجود بھی ہم نے کمیٹی form کی ہے تاکہ ہم alternate medicine کے لئے قانون سازی کر کے یونانی، ہربل اور ان تمام کو کنٹرول کر سکیں۔ اس کمیٹی کے چیئرمین حاجی احسان الدین قریشی ہیں وہ کمیٹی اپنی رپورٹ دے گی۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے دنیا کا نہیں پوچھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ یونانی اور ہومیوپیتھک ادویات دینے سے جو casualties ہوتی ہیں ان کا جوابدہ کون ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میرے خیال میں پاکستان دنیا میں ہی ہے، دنیا سے باہر نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! تشریف رکھیں، ان کا جواب سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پچھلے چونسٹھ سالوں میں اس پر کوئی قانون سازی نہیں کی گئی جواب کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ اگلے تین مہینوں میں انہیں قابو کرنے کے لئے قانون بن جائے گا اور اس کمیٹی کے انچارج وزیر اوقاف احسان الدین قریشی صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: کیا احسان الدین قریشی صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جی، ہاں۔ یہ کُشتہ جات وغیرہ اور حکیموں کو control کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنی ہے اور احسان الدین قریشی کو اس کا چیئرمین بنایا گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نہایت ہی اہم سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ سارے سوالات ہی اہم ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا سوال اگر اہم نہ ہوا تو آپ بے شک allow نہ کیجئے گا۔ جواب کے جز (د) میں کہا گیا ہے کہ "ادویات کو اشتہارات کے ذریعہ فروخت کرنے کے لئے وفاقی وزارت صحت کا اجازت نامہ لازمی ہے۔" وفاقی وزارت صحت ایسے اشتہارات شائع کرنے کی اجازت کیسے دے دیتی ہے، جوانی دو دن میں واپس یا اسی طرح کے دیگر اشتہارات کی اجازت کیوں دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ایسے اشتہارات خود کیوں پڑھتے ہیں؟ (قہقہے)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے یہ اشتہارات نہیں پڑھے بلکہ ابھی میرے دوست ڈاکٹر اختر ملک صاحب نے ان اشتہارات کے حوالے سے بات کی ہے تو اسی سے میرا ضمنی سوال پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے یہ اشتہارات ضرور پڑھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! .Hearsay is no evidence میرے خیال میں اب اس سوال کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام کا ہے۔ خواجہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

خواجہ محمد اسلام: سوال نمبر 4062، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*4062: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی؟

(ب) آج تک اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کتنی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس بلڈنگ کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کی شکایات پائی گئی ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی تعمیر میں ایک خطیر رقم خورد برد کرنے کا انکشاف بھی ہوا ہے؟

(و) کیا حکومت نے ناقص تعمیرات کرنے اور خطیر رقم خُورد بُرد کرنے کی انکوائری کروائی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر مورخہ 05-09-26 کو شروع ہوئی۔

(ب) اس کی تعمیر پر 732.320 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) اس بلڈنگ پر 97 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

(د) جی ہاں! حکومت کے علم میں ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے ٹھیکیداروں کو ادائیگی ان کے کام کے مطابق کی گئی ہے، البتہ اس بارے میں محکمہ اینٹی کرپشن نے انکوائری کی ہے۔

(و) انکوائری سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نے مکمل کر دی ہے اور ذمہ داروں کو سزا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری، ڈاکٹر سعید الٰہی نے کچھ دیر پہلے ایک شعر پڑھا تھا تو میں ان کی خدمت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

جو تُو نے کہا کبھی سُنا ہوتا، کبھی دیکھا ہوتا
مگر جس معصومیت سے کہہ رہے ہو یہی سوچ لیا ہوتا

جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد میں ایک بہت ہی خوبصورت اضافہ ہے۔ وہاں پر روزانہ نو سو سے زیادہ مریضوں کا علاج ہوتا ہے اور 65 کے قریب open surgeries ہوتی ہیں۔ اس پر میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بہت شکر گزار ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس F.I.C کے ساتھ ڈاکٹروں کی رہائش کے لئے بھی ایک بلاک بنانا تھا جس کے لئے جگہ بھی مختص کر دی گئی تھی تو اس کی تعمیر کی کیا position ہے اور یہ بلاک کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی یہ priority ہے، وزیر اعلیٰ کی یہ خواہش ہے کہ چار بڑے ادارہ قلب فیصل آباد، لاہور، ملتان اور راولپنڈی کو state of art centres بنایا جائے۔ فیصل آباد کے حوالے سے ابھی تھوڑے دن پہلے ہماری ایک میٹنگ ہوئی جس میں فیصلہ ہوا ہے کہ باہر سے آئے ہوئے highly qualified لوگوں کو ایڈہاک بنیادوں پر بھرتی کیا جائے گا جو کہ ایک Rota کے تحت فیصل آباد جایا کریں گے تاکہ وہاں پر لوگوں کے لئے سرجری اور

علاج کی سہولتوں کو double کیا جا سکے۔اسی طرح ہم وہاں پر رہائش اور ٹرانسپورٹ کی سہولتیں بھی مہیا کر رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد میں جو انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ہے وہاں پر بہت زیادہ غریب لوگ علاج کے لئے آتے ہیں لیکن پچھلے ایک مہینے سے دل کے مریضوں کو ادویات نہیں مل رہیں۔ڈاکٹر صاحبان لکھ کر دیتے ہیں کہ آپ باہر سے ادویات خرید لیں۔ہسپتال کی طرف سے غریب مریضوں کو ادویات مہیا نہیں کی جاتیں اور بازار سے خریدنے کی وہ سکت نہیں رکھتے تو میں اپنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اب مریضوں کو ادویات ملنا شروع ہو گئی ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جب ادویات سے reaction ہوا تھا تو اس کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے تمام ادویات روک دی گئی تھیں۔اس دوران بھی stopgap arrangement کے طور پر ہسپتالوں کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ ادویات local purchase کر کے لوگوں کو دیں۔اب چونکہ ساری ادویات clear ہو گئی ہیں، سوائے ایک دوائی کے تو ان کی فراہمی ہسپتالوں میں کر دی گئی ہے اور اب لوگوں کو ادویات مل رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بات sure short کہہ رہے ہیں، کیا میں باہر جا کر ابھی فون کر کے معلوم کر لوں؟

جناب سپیکر: انہوں نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر کوئی ایسی شکایت ہے تو بتا دیں اگر کوئی دوائی نہیں ملی تو محترمہ اس کا نام بتا دیں ہم چیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پتا کریں اور اگر کوئی شکایت ہے تو ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کے نوٹس میں لائیں۔اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4069، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*4069: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) یہ ہسپتال کتنے وارڈز پر مشتمل ہے، ہر وارڈ میں کتنے بیڈز ہیں اور یہ ہسپتال کتنے بیڈز کا ہے؟

(ج) اس ہسپتال کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تھی؟

(د) ان سالوں کے دوران ہسپتال ہذا میں کون کون سی تعمیرات ہوئیں ان پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران ہسپتال ہذا میں کوئی نیا وارڈ بنایا گیا تو اس کی تخمینہ لاگت بتائیں؟

(و) حکومت اس ہسپتال میں مزید کتنے وارڈ کتنے بیڈز کے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ 47 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ ہسپتال 400 بیڈز پر مشتمل ہے، وارڈز اور بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام وارڈ	تعداد بیڈز
1	میڈیکل وارڈز (مردانہ وزنانہ)	40 بیڈز
2	سرجیکل وارڈز (مردانہ وزنانہ)	60 بیڈز
3	گائنی وارڈ و میٹرنٹی وارڈ	25 بیڈز
4	ای این ٹی وارڈ	25 بیڈز
5	آئی وارڈ	25 بیڈز
6	چلڈرن وارڈ	50 بیڈز
7	سکائٹری وارڈ	20 بیڈز
8	ٹی بی وارڈ	36 بیڈز
9	کارڈیالوجی وارڈ	20 بیڈز
10	فیملی وارڈ	32 بیڈز
11	ایمرجنسی	13 بیڈز
12	نیورو وارڈ	20 بیڈز
13	آرتھو وارڈ	20 بیڈز
14	برن یونٹ	14 بیڈز

(ج) ہسپتال ہذا کو ان سالوں میں یہ رقم فراہم کی گئی۔

سال	رقم
2007-08	102,240,000/- روپے
2008-09	132,726,000/- روپے

(د) ان سالوں کے دوران ہسپتال میں کوئی تعمیر نہیں ہوئی۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران ہسپتال ہذا میں کوئی نیا وارڈ نہیں بنایا گیا۔

(و) حکومت ہسپتال ہذا میں مندرجہ ذیل وارڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

نمبر شمار	نام وارڈ	تعداد بیڈز
1	ICU وارڈ	06 بیڈز
2	یورالوجی وارڈ	20 بیڈز
3	برن یونٹ	12 بیڈز
4	ڈائیلیسز یونٹ	06 بیڈز
5	کارڈیالوجی CCU	10 بیڈز

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! سوال کے جز (و) میں پوچھا گیا ہے کہ "حکومت اس ہسپتال میں مزید کتنے وارڈ اور کتنے beds بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟" اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "حکومت ہسپتال ہذا میں مندرجہ ذیل وارڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس میں آئی سی یو وارڈ، یورالوجی وارڈ، برن یونٹ، ڈائیلیسز یونٹ اور کارڈیالوجی سی سی یو شامل ہیں۔" یہ سوال 31-جولائی 2009 میں دیا گیا تھا اور اس کا جواب 18-اکتوبر 2011 کو آیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں اب تک کیا progress ہوئی ہے یعنی اس کی latest position بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! حکومت نے سیالکوٹ میں نیا میڈیکل کالج شروع کیا ہے جس کا نام خواجہ صفدر میڈیکل کالج رکھا گیا ہے اور یہ سو سیٹوں پر مشتمل میڈیکل کالج ہے۔ اس کے لئے 1.3 بلین روپے کی رقم رکھی گئی تھی جس میں سے تقریباً 400 ملین روپے وہاں پر خرچ ہو چکے ہیں۔ ہسپتال کو upgrade کر دیا گیا ہے اور اس کی PMDC سے inspection کرائی گئی ہے جس کے مطابق اب وہ ٹیچنگ ہسپتال declare ہو گیا ہے۔ وہاں پر جو کمی تھی وہ پوری کر دی گئی ہے۔ برن یونٹ اور کارڈیالوجی وارڈ بن رہے ہیں۔ وہاں پر گیارہ specialties بن چکی ہیں جبکہ

تین زیر تعمیر ہیں۔انشاءاللہ جون تک یہ بہترین ہسپتال بن جائے گا جو کہ ٹیچنگ ہسپتال کی تمام requirementsپوری کرے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کون سی تین specialtiesزیر تعمیر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں برن یونٹ، یورالوجی وارڈ اور کارڈیالوجی وارڈ شامل ہیں اور یہ تینوں وارڈز نئے بنائے جا رہے ہیں۔ پرانے وارڈوں میں beds کم تھے، پہلے وہاں پر صرف چھ چھ beds تھے جن کو بڑھا کر اب ہم وہاں پر بیس beds کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! اس میڈیکل کالج کے پرنسپل کی کیا position ہے؟ جواب کے جز (ہ) میں کہا گیا ہے کہ "اس عرصہ کے دوران ہسپتال ہذا میں کوئی نیا وارڈ نہیں بنایا گیا" جبکہ جز (و) میں کہا گیا ہے کہ "حکومت ہسپتال ہذا میں مندرجہ ذیل وارڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے" تو یہ وارڈ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میڈیکل کالج میں ڈاکٹر تنویر پرنسپل تھے جو کہ کچھ دن پہلے ریٹائر ہو گئے ہیں۔ اس حوالے سے تین لوگوں کے ناموں کا ایک panel وزیر اعلیٰ ہاؤس میں جا چکا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہی وہاں پر نئے پرنسپل تعینات ہو جائیں گے۔ یہ جواب پہلے آ گیا تھا اور میں نے latest position بتائی ہے کہ یہ کالج اور ہسپتال PMDC سے recognized ہے، یہ ٹیچنگ ہسپتال اور میڈیکل کالج ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! وہاں پر بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے تو مجھے بتایا جائے کہ کب تک وہاں پر پرنسپل تعینات کر دیا جائے گا؟ پرنسپل نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر discipline میں خرابی آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): وہاں پر بچوں کی تعداد سو ہے، زیادہ نہیں ہے۔ وہاں پر صرف سو بچے داخل کئے گئے ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ زیادہ کب ہو گئے ہیں؟ ہمیں ہر سال سو بچے داخل کرنے کی اجازت ملی ہے اور سو ہی وہاں پر داخل کئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر تنویر صاحب کو ریٹائر ہوئے ابھی کچھ دن ہوئے ہیں اور میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاءاللہ within a month وہاں پر نیا پرنسپل تعینات کر دیا جائے گا۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! سیالکوٹ کے حوالے سے ایک ضمنی سوال ہے۔ ہم نئے ہسپتال بنانے کی ہرگز مخالفت نہیں کرتے لیکن وہاں پر پہلے سے موجود سول ہسپتال کی حالت بہت بُری ہے۔ وہاں پر ڈسپرین یا اسپرو کی گولی بھی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں سیالکوٹ کے سول ہسپتال کی بات کر رہی ہوں۔ آپ بڑے ہسپتال بنائیں، ضرور بنانے چاہئیں لیکن جو ہسپتال پہلے سے موجود ہیں ان کو upgrade کون کرے گا؟

جناب سپیکر: جی، ان کو بھی upgrade کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! آپ ایک کمیٹی بنا کر ان کو ساتھ بھیج دیں اور یہ وہاں پر جا کر معائنہ کر لیں۔ محترمہ راولپنڈی میں رہتی ہیں اور بات سیالکوٹ کی کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4317 ہے۔

ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کی تفصیلات

*4317: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دی پنجاب پیور فوڈ ایکٹ 2009، کے تحت ملاوٹ کرنے والوں کے لئے سزا مقرر کی گئی تھی، اگر ہاں تو کتنی، ہر کیٹیگری کی سزا علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ قانون پر عملدرآمد کرانے والے اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دے رہے جس کے باعث ملاوٹ کا دھندا زوروں پر ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدالت عظمیٰ نے حال ہی میں ایک فیصلہ کے ذریعہ حکومت کو ہدایت جاری کی ہے کہ مذکورہ ایکٹ میں بیان کی گئی سزا ناکافی ہے اور اسے بڑھایا جائے تاکہ اس گھناؤنے جرم پر قابو پایا جاسکے نیز قانون پر عملدرآمد کرانے والے عملہ کو activate کیا جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ایکٹ میں عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس 1960 کی دفعہ 23 میں ملاوٹ کرنے والوں کے لئے سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ قانون پر عملدرآمد کرانے کے لئے پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس 1960 کی دفعہ 15 کے تحت یہ ڈیوٹی لوکل اتھارٹی کی ہے۔

(ج) محکمہ صحت سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) محکمہ صحت سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس 1960 کی دفعہ 23 کی کاپی نکال کر دی ہے جبکہ جز (ج) اور جز (د) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ سوال ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔ رولز کے مطابق اگر کسی سوال کے زیادہ تر جز اُس محکمہ سے متعلقہ نہ ہوں تو وہ سوال متعلقہ محکمہ کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے لیکن افسران کا اسمبلی کے سوالات کے حوالہ سے دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ سوال کے تقریباً ہر جز کے سامنے "محکمہ صحت سے متعلقہ نہ ہے" لکھ کر جواب کو ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پیور فوڈ ایکٹ 1960، پیور فوڈ ایکٹ 2009 اور اب 2011 میں اس ایکٹ میں ترامیم ہوئی ہیں اُس کے تحت ابھی تک ای ڈی او (ہیلتھ) اُس کو دیکھ رہے ہیں لیکن جب نئے رولز بن جائیں گے اُس کے بعد یہ محکمہ فوڈ کو ٹرانسفر ہو جائے گا اور اُمید

ہے کہ ایک مہینے کے بعد ان سارے سوالات کے جوابات محکمہ خوراک دے گا۔ اس وقت تک ای ڈی او (ہیلتھ) اس کو look after کر رہے ہیں اور انہی قوانین کے مطابق مختلف ایکشن لے رہے ہیں۔ محترمہ نے سزاؤں کے حوالہ سے پوچھا تھا تو اس میں first time offence کی سزا ایک سال ہے اور جرمانہ 2 ہزار روپے ہے۔ Second time offence کی صورت میں تین ماہ سے دو سال تک سزا ہے اور جرمانہ 10 ہزار روپے تک ہے۔ Third time offence کی صورت میں پانچ سال تک سزا ہے اور جرمانہ ایک لاکھ روپیہ تک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب اگلا اور میرے خیال میں آخری سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4610 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹرز کی ترقیوں کی تفصیلات

*4610: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ صحت پنجاب میں گریڈ سترہ میں بھرتی ہونے والے ایم بی بی ایس ڈاکٹرز کو گریڈ اٹھارہ میں ریگولر ترقی کے لئے اوسطاً کتنے سال کا عرصہ لگتا ہے؟

(ب) محکمہ صحت پنجاب میں ایسے ایم بی بی ایس ڈاکٹرز کی تعداد کتنی ہے جنہیں گریڈ سترہ میں کام کرتے ہوئے دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور ان کی گریڈ اٹھارہ میں ریگولر ترقی نہیں ہو سکی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) محکمہ صحت پنجاب میں سروس رولز کے مطابق گریڈ سترہ میں بھرتی ہونے والے ایم بی بی ایس ڈاکٹرز کو گریڈ اٹھارہ میں ریگولر ترقی کے لئے کم از کم پانچ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ صحت پنجاب میں 577 کے لگ بھگ ایم بی بی ایس ڈاکٹرز جنہیں گریڈ 17 میں کام کرتے ہوئے دس یا اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ محکمہ صحت کو درکار کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ ڈاکٹرز کی گریڈ 18 میں ترقی نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جیسا کہ اکثر ہوتا آیا ہے کہ "سوال گندم، جواب چنا"۔ میرے سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ محکمہ صحت میں گریڈ 17 میں بھرتی ہونے والے ڈاکٹرز کو گریڈ 18 میں ریگولر ترقی کے لئے اوسطاً کتنے سال کا عرصہ لگتا ہے۔ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ کم از کم پانچ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ یہاں پر repeatedly اس طریقہ سے جواب دیئے جاتے ہیں کہ سوال کی اصل رُوح ختم ہو جاتی ہے۔ اردو کی عام شُدبُد رکھنے والا شخص جانتا ہے کہ اوسطاً اور کم از کم میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ صحت میں 577 کے لگ بھگ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ایسے ہیں جنہیں گریڈ سترہ میں کام کرتے ہوئے دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ محکمہ صحت کو درکار کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ ڈاکٹرز کی گریڈ 18 میں ترقی نہ ہو سکی۔" 577 ڈاکٹرز کو گریڈ سترہ میں دس سال سے اوپر عرصہ ہو گیا ہے یہ دس سال سے اوپر کا عرصہ تو تکلفاً کہہ رہے ہیں ان میں سے بہت سے ڈاکٹرز کو پندرہ اور بیس سال بھی ہو گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ درکار کاغذات کی نوعیت کیا ہے، کیا وہ کوئی مخصوص رنگ دار کاغذات درکار ہیں یا کوئی عام محکمانہ کاغذات درکار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہمارے پاس گریڈ سترہ کے میڈیکل آفیسرز کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ 1994 کے بعد چونکہ ڈاکٹرز کی بھرتی نہیں ہوئی اور ڈاکٹرز کو کنٹریکٹ پر لگایا گیا اس لئے اُن کی سنیارٹی کا تعین نہیں ہو سکا۔ 09-2008 میں چیف منسٹر پنجاب نے تقریباً اڑھائی ہزار میڈیکل آفیسرز کو ریگولرائز کیا جو چودہ سال سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کی سنیارٹی لسٹ بن گئی ہے اور 2011 & 2010 ,2009 میں ہر سال تقریباً پانچ سو سے ہزار ڈاکٹرز کو ترقی دی گئی ہے۔ جن درکار کاغذات کی بات ہو رہی ہے کچھ میڈیکل افسر ایسے ہوتے ہیں جن کی اے سی آرز اور دیگر رپورٹیں مکمل نہیں ہوتیں۔ محکمہ صحت پندرہ روزہ ڈی پی سی کر رہا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اُن کی رپورٹیں مکمل کرا کر پانچ ہزار ڈاکٹرز کو گریڈ اٹھارہ میں ترقی دے سکیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوالات کے جوابات دیکھ لئے ہیں میں ان سے مطمئن ہوں اس لئے میں ڈاکٹر سعید الٰہی اور اُن کے محکمہ کی کارکردگی کو سراہتا ہوں وہ آج بڑی محنت کر

کے آئے ہیں اور بڑا زبردست کام کر رہے ہیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صوفی تبسم صاحب کے پوتے جو دبئی میں بڑے اعلیٰ پائے کے ڈاکٹر ہیں وہ یہاں پر لابی میں موجود ہیں ہم اُن کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہم بھی ڈاکٹر صوفی تبسم کے ڈاکٹر پوتے کو یہاں تشریف لانے پر welcome کرتے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2556: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ، لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کر کے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج میں کل27پوسٹوں پر بھرتی ہوئی جن میں ایک پروفیسر،6ایسوسی ایٹ پروفیسر اور20اسسٹنٹ پروفیسرز کی اسامیاں شامل ہیں۔تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مذکورہ ادارہ میں سینئر رجسٹرار کی کوئی پوسٹ منظور شدہ نہ ہے۔

(ب) یکم جنوری2007 سے آج تک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج میں کل27افراد کو بھرتی کیا گیا جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج میں کل 27 پوسٹوں پر بھرتی کے لئے 83 افراد نے درخواستیں دیں جن کی تفصیل(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) میرٹ لسٹ(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔میرٹ بنانے والے افراد کے نام،عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

I)	ڈاکٹر محمد اقبال، پروفیسر آف سرجری	گریڈ20
ii)	ڈاکٹر عبدالحئی،ایسوسی ایٹ پروفیسر اپتھلمالوجی	گریڈ19
iii)	ڈاکٹر الطاف قادر خان،ایسوسی ایٹ پروفیسر سائیکاٹری	گریڈ19

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد وضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2557:جناب محمد نوید انجم:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کر کے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں کل 100 پوسٹوں پر بھرتی ہوئی جن میں 5 ایسوسی ایٹ پروفیسر، 18 اسسٹنٹ پروفیسرز اور 77 سینئر رجسٹرارز کی اسامیاں شامل ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2007 سے آج تک علامہ اقبال میڈیکل کالج میں کل 100 افراد کو بھرتی کیا گیا جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ادارہ میں کل 100 پوسٹوں پر بھرتی ہوئی جبکہ 324 افراد نے درخواستیں دیں جن کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) میرٹ لسٹ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرٹ بنانے والے افراد کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد و ضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

گوجرانوالہ، بی ایچ یو گرمولہ ورکاں کی تفصیلات

*4630: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بی ایچ یو گرمولہ ورکاں (نوشہرہ ورکاں) ضلع گوجرانوالہ کب تعمیر کیا گیا؟
(ب) اس بی ایچ یو میں کتنی بلڈنگز ہیں؟
(ج) اس بی ایچ یو میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل بتائیں؟
(د) اس بی ایچ یو کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟
(ہ) ان سالوں کے دوران اس بی ایچ یو کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟
(و) اس بی ایچ یو میں کون کون سی طبی مشینری ہے؟
(ز) اس بی ایچ یو میں روزانہ کتنے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) B.H.U گرمولاورکاں 91-1990 میں تعمیر ہوا۔
(ب) B.H.U کی بلڈنگ سات کمروں پر مشتمل ہے، ڈاکٹر کی رہائش موجود ہے، پیرامیڈیکل سٹاف کے لئے چار رہائشی کوارٹر درجہ چہارم کی رہائش کے لئے تین رہائشی کوارٹر موجود ہیں۔
(ج) اس B.H.U میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ شہزاد احمد، BS-17SH&NS ڈومیسائل گوجرانوالہ
2۔ فوزیہ رشید BPS-9LHV ڈومیسائل گوجرانوالہ
3۔ محمد اسلم ورک، ویکسینٹر BPS-6 ڈومیسائل گوجرانوالہ
4۔ محمود رضا ڈسپنسر، BPS-6 ڈومیسائل گوجرانوالہ
5۔ عبدالرزاق سینٹری انسپکٹر، BPS-8 ڈومیسائل گوجرانوالہ
6۔ یٰسمین خورشید، مڈوائف BS-4 ڈومسائل شیخوپورہ
7۔ نسیم بٹ، مڈوائف BPS-4 گوجرانوالہ
8۔ عطامحمد، نائب قاصد BPS-02 ڈومیسائل گوجرانوالہ
9۔ سکندر علی سویپر، BPS-1 ڈومیسائل گوجرانوالہ
10۔ محمد ریاض، چوکیدار، BPS-1 ڈومیسائل گوجرانوالہ

(د) متذکرہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2007-08	-/18,21,638 روپے
2008-09	-/19,04,829 روپے

(ہ) مذکورہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی ادویات کی مالیت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2007-08	-/3,00,000 روپے
2008-09	-/3,45,450 روپے

(و) ایگزامینیشن کاؤچ ،سیٹتھوسکوپ ،ڈلیوری ٹیبل ،سرجیکل لائیٹ ،سرجیکل آلات، سرجیکل ٹیبل ،بی پی آپریٹس ،سٹریچر ،فٹ سکر،آکسیجن سیلنڈر،وہیل چیئر، سٹرئیلائزر، ENTکٹ،ایکسرےویور،باتھ روم سکیل،سپرےپمپ،آٹوکلیو۔

(ز) اس B.H.U میں روزانہ تقریباً70-60مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے ہسپتالوں میں انسنریٹر فراہم کرنے کی تفصیلات

*4648:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پورے صوبہ میں صرف ایک incinerator ہے جو کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں ہے؟

(ب) کیاحکومت صوبہ کے دیگر ہسپتالوں کو incinerator فراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہےاگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت لاہور میں چلڈرن ہسپتال میں hospital waste کو تلف کرنے کے لئے incinerator کام کررہا ہے ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ایک عدد incinerator شالامار ہسپتال میں نصب ہے۔ لاہور کے تمام ہسپتالوں کا waste ان دوہسپتالوں کے incinerator میں disposal کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت کے تعاون سے ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت 19 اضلاع میں incinerator نصب کردیئے ہیں۔ جن میں سے 17اضلاع میں یہ incinerator کام کررہے ہیں ۔ مزید برآں حکومت پنجاب کے پاس مزید 17 ضلعی ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں incinerator نصب کرنے کے لئے فنڈز موجود ہیں اور انکی تنصیب کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام ہورہا ہے۔

پنجاب میں غیر معیاری کھانے پینے کی اشیاء کی فروخت روکنے کی تفصیلات

*4795:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب میں غیر معیاری کھانے پینے کی اشیاء کی فروخت روکنے کے لئے فوڈانسپکٹرز کی تعداد کتنی ہے،کیایہ تمام فوڈانسپکٹرز مطلوبہ اہلیت کے مالک ہیں؟

(ب) کھانے پینے کی اشیاء کے معیار کو پرکھنے کے لئے صوبہ میں کتنی لیبارٹریز کام کر رہی ہیں کیا یہ ناکافی نہیں ہیں حکومت کب تک اور کہاں کہاں نئی لیبارٹریز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) پبلک اینالسٹ لیب عام طور پر کتنے دنوں میں بھیجے گئے سیمپل کے معیاری یا غیر معیاری ہونے کا تعین کر دیتی ہے اور کیا تمام رپورٹس کی ترسیل بروقت ہو جاتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب پیور فوڈ رولز2011 کے تحت ای ڈی او (ہیلتھ) ضلع بھر میں ان رولز کو execute کرنے کے لئے Local Authority ہے۔ ان قوانین کے تحت ای ڈی او (ہیلتھ) پر لازم ہے کہ وہ ہر پانچ لاکھ کی آبادی کے لئے کم از کم ایک فوڈ انسپکٹر بھرتی کرے۔ اس بھرتی کے لئے قوانین میں تعلیمی قابلیت و تجربہ بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے صوبہ میں تعینات فوڈ انسپکٹرز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

(i) حکومت پنجاب نے کھانے پینے کی اشیاء کے معیار کو پرکھنے کے لئے صوبہ بھر میں جدید طرز پر تعمیر کردہ لیبارٹریاں قائم کی ہیں، اس ضمن میں دو لیبارٹریاں، لاہور اور ملتان میں کام کر رہی ہیں۔ GPA لیبارٹری لاہور کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے کا کام جاری ہے۔ رواں مالی سال میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ اس upgradation کے لئے 11.045 ملین روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) راولپنڈی، فیصل آباد اور بہاولپور سے بھی جدید GPA لیبارٹریز قائم کی جارہی ہیں۔ اس ضمن میں مختص کئے گئے، فنڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پیور فوڈ رولز2011 کے رول نمبر39(3) کے تحت پبلک اینالسٹ لیبارٹری سیمپل کو پروسس کر کے 40 دنوں میں متعلقہ اتھارٹی کو واپس بھجوا دینے کی پابند ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں مزید میڈیکل کالجز بنانے کی تفصیلات

*4954: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری میڈیکل کالجز کم ہونے کی وجہ سے ہر سال ہزاروں طلبا ڈاکٹر بننے سے محروم ہو رہے ہیں؟

(ب) صوبے میں کتنے سرکاری میڈیکل کالجز ہیں اور ان میں سیٹوں کی تعداد کتنی ہے نیز پرائیویٹ کالجز میں تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلے کو حل کرنے کے لئے مزید میڈیکل کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر سال ہزاروں طلباء entry test برائے داخلہ MBBS اور BDS میں شرکت کرتے ہیں اور سیٹوں کی تعداد محدود ہونے کی وجہ سے داخلوں سے رہ جاتے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں 12 سرکاری میڈیکل کالجز ہیں جن میں ہر سال 3549 طلباء و طالبات داخلہ لیتے ہیں۔اسی طرح 16 پرائیویٹ میڈیکل کالجز میں 2018 طلباء و طالبات داخلہ لیتے ہیں۔

(ج) پنجاب حکومت نے پچھلے سال صوبہ میں چار نئے میڈیکل کالجز کھولے ہیں۔اس کے علاوہ اور PGMI میں میڈیکل کالج PMDC سے منظور ہو چکا ہے۔ابھی مزید میڈیکل کالجز کھولنے کا پروگرام نہ ہے۔

فزیوتھراپسٹ کی سروسز کو ریگولر کرنے کا مسئلہ

*5039: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں Physiotherapist کو ریگولر کرنے کے لئے کوئی آئینی باڈی موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی ایک جعلی فزیوتھراپسٹ معصوم شہریوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں؟

(ج) ان کوالیفائیڈ فزیوتھراپسٹ کے خاتمہ کے لئے اور کوالیفائیڈ فزیوتھراپسٹ کو رجسٹر کرنے اور اس شعبہ کو باقاعدہ regulate کرنے کے لئے حکومت کون سے خصوصی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔حکومت پنجاب نے فزیوتھراپسٹ کے سروسز رولز بنائے ہوئے ہیں جس کے مطابق 90 فیصد فزیوتھراپسٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر بھرتی

کئے جاتے ہیں۔اور 10 فیصد کوٹا اسسٹنٹ فزیو تھراپسٹ کی پروموشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ سروسز رولز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔حکومت پنجاب نے محکمانہ کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں ایڈیشنل سیکرٹری (ایڈمن) محکمہ صحت (چیئرمین)، ڈپٹی سیکرٹری (ریگولیشن)ایس اینڈ جی اے ڈی (ممبر)اور ڈپٹی سیکرٹری (ایڈمن) محکمہ صحت (ممبر) ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ صوبہ میں تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں کوالیفائیڈ فزیو تھراپسٹ کام کر رہے ہیں جن کی تعلیم بی ایس سی (فزیو تھراپی) ہے۔

(ج) محکمہ صحت نے ایک ٹاسک فورس بنائی ہے جس کے چیئرمین ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب، ایم پی اے ہیں۔یہ ٹاسک فورس تمام نان کوالیفائیڈ فزیو تھراپسٹ کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کے لئے لائحہ عمل تشکیل دے رہی ہے۔

لاہور میں غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں کی تفصیلات

*5066: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ testing لیبارٹریاں ہیں جن کے پاس ضروری سامان ہے، نہ اور وہ عملہ بغیر لائسنس کے کام کر رہی ہیں اگر ہاں تو ایسی تمام لیبارٹریوں کے نام، location اور چلانے والوں کے نام، پیشہ اور ماہانہ آمدنی کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) لیبارٹری قائم کرنے کے لئے کس قانون کے تحت کون سی شرائط پوری کرنا ضروری ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ نام نہاد لیبارٹریوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کی تشکیل سے پہلے لیبارٹریز کو رجسٹرڈ /ریگولیٹ کرنے کا کوئی قانون موجود نہ تھا۔اس لئے کسی لیبارٹری کی کوئی رجسٹریشن نہ کی جا سکتی تھی۔ تاہم پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت اب تمام لیبارٹریز کو اس بات کا پابند بنایا جا رہا ہے کہ وہ اپنی رجسٹریشن کروائیں۔

(ب) پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے مطابق متعلقہ رولز، شرائط بنائے جا رہے ہیں جن پر سختی سے عملدرآمد ہو گا۔

(ج) حکومت مذکورہ نام نہاد لیبارٹریوں کے قلع قمع کے لئے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت سختی سے عملدرآمد کروائے گی۔

کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں مالی بے ضابطگیوں کی تفصیلات

*5080: چودھری شہباز احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں 2005 سے 2009 تک ایم ایس کون تھے، ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا 09-2008 کے دوران مذکورہ ہسپتال میں مالی بے ضابطگیوں کے کیس سامنے آئے تھے؟

(ج) کیا ان مالی بے ضابطگیوں میں ملوث اہلکاران و افسران بشمول ڈاکٹر حضرات کے خلاف محکمانہ کارروائی کے علاوہ محکمہ انٹی کرپشن میں بھی کیس کا اندراج کروایا گیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن میں الزام ثابت ہونے کے بعد اہلکاران بشمول ڈاکٹر حضرات کی گرفتاری عمل میں لائی گئی تھی؟

(ہ) کیا محکمہ صحت کی جانب سے بھی پیڈا ایکٹ کے تحت ان کرپٹ ملازمین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کوٹ خواجہ سعید ہسپتال میں 2005 سے 2009 تک مندرجہ ذیل ایم ایس تعینات رہے۔

نام ایم ایس	عرصہ تعیناتی
ڈاکٹر شفاقت علی	11-12-2004تا04-05-2006
ڈاکٹر محمد افضل	04-05-2006تا30-07-2007
ڈاکٹر افتخار احمد لکھمن	1-08-2007تا21-04-2008
ڈاکٹر مرزا فرخ حسین بیگ	21-04-2008تا31-05-2008
ڈاکٹر افتخار احمد لکھمن	31-05-2008تا20-05-2009
ڈاکٹر محبوب احمد پاشا	30-05-2009تا08-07-2009
ڈاکٹر مرزا فرخ حسین بیگ	09-07-2009تا28-10-2010

(ب) جی ہاں! 09-2008 کے دوران کوٹ خواجہ سعید ہسپتال میں مالی بے ضابطگیوں کا ایک کیس سامنے آیا تھا۔

(ج) جی، ہاں! ان مالی بے ضابطگیوں میں ملوث اہلکاران، افسران بشمول ڈاکٹر حضرات کے خلاف محکمانہ کارروائی کے علاوہ انٹی کرپشن میں بھی اس کا اندراج کیا گیا تھا۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کیس اندراج ہونے کے بعد اس میں ملوث اہلکاران بشمول ڈاکٹر حضرات کی گرفتاری عمل میں لائی گئی تھی۔

(ہ) جی ہاں! محکمہ صحت نے مجاز اتھارٹی کے حکم کے بعد پیڈا ایکٹ کے تحت انکوائری کی تھی اور الزام ثابت ہونے پر مجاز اتھارٹی نے پیڈا ایکٹ کے تحت گنہگار افراد کو سزائیں سنائی تھیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تفصیلات

*5084: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی عمارت کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ب) یہ ہسپتال کتنے بیڈز و بلاکس پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں ڈاکٹرز و دیگر سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں، خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد کی تعمیر پر 772.002 ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد 202 بیڈز اور ایک بلاک پر مشتمل ہے۔

(ج) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 1095 ہے جن کی گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد میں 247 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے بھرتی کا عمل جاری ہے اور جلد ہی یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*5088: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چلڈرن ہاسپیٹل کمپلیکس ملتان کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی، آج تک اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنی عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

(ب) اس ہسپتال کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ج) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس میں خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کی تعمیر 1998 میں شروع ہوئی تھی، دی چلڈرن ہسپتال اینڈ انسٹیٹیوٹ آف چائلڈ ہیلتھ ملتان کی عمارت دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک سول ہسپتال کی پُرانی عمارت ہے جس کو مالی سال 01-2000 سے 04-2003 تک 31.813 ملین روپے کی لاگت سے تزئین و آرائش کے بعد 150 بستروں کو چالو کر دیا گیا ہے جبکہ مزید 150 بیڈز کا توسیعی منصوبہ حکومت پنجاب سے بحوالہ چٹھی نمبری (SO(Dev-I)36-4/2006(P-I) بتاریخ 08-08-18 منظور ہوا اور اس پر تعمیراتی کام 09-2008 میں شروع ہوا اور اس پر مالی سال 12-2011 تک 235.563 ملین روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

(ب) مذکورہ ہسپتال کو سال 08-2007 میں کل 211.286 ملین روپے فراہم کئے گئے جن میں سے 112.221 ملین روپے غیر ترقیاتی کاموں اور 99.065 ملین روپے ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کئے گئے۔ سال 09-2008 میں کل 164.384 ملین روپے فراہم کئے گئے جن

میں سے 159.384ملین روپے غیر ترقیاتی اور 5ملین روپے ترقیاتی کاموں کے لئے فراہم کئے گئے۔

(ج) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی کل122اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ گریڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی کل12اسامیاں خالی ہیں، گریڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) خالی اسامیوں پر ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں جیسے ہی کوئی موزوں امیدوار دستیاب ہوگا، خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کو فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*5089:جناب عبدالوحید چودھری:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کو سال08۔2007اور09۔2008کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس ہسپتال میں کتنے بیڈز ہیں؟

(ج) اس ہسپتال میں ایم ایس، اے ایم ایس اور ڈی ایم ایس کی کتنی اسامیاں ہیں ان پر کون کون ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں؟

(د) اس ہسپتال میں کس کس طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

(ہ) اس ہسپتال کو کتنے بیڈز کی مزید ضرورت ہے؟

(و) اس ہسپتال میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ز) کیا حکومت اس ہسپتال کی تمام missing facilities پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کو مالی سال08۔2007کے دورن کل211.286ملین روپے فراہم کئے گئے تھے جن میں سے112.221ملین روپے نان ڈویلپمنٹ اور 99.065ملین روپے ڈویلپمنٹ کے لئے فراہم کئے گئے تھے۔مالی سال09۔2008کے

دوران کل164.384ملین روپے فراہم کئے گئے جن میں سے159.384ملین روپے نان ڈویلپمنٹ ہیڈ میں جبکہ 5.000ملین روپے ڈویلپمنٹ کے لئے فراہم کئے گئے تھے۔

(ب) اس ہسپتال میں150 بیڈز چالو ہیں اور150 بیڈز کے توسیعی منصوبہ پر کام شروع ہو چکا ہے جوکہ تین سال تک مکمل ہو جائے گا۔

(ج) متذکرہ بالا ہسپتال میں ایم ایس اور ڈی ایم ایس کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔
ایم ایس (بی ایس۔19) کی ایک اسامی منظور شدہ ہے جس پر ڈاکٹر رانا آفتاب احمد خان کام کر رہے ہیں جبکہ اے ایم ایس کی سیٹ منظور شدہ نہ ہے۔ڈی ایم ایس (بی ایس۔18) کی تین اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے ایک اسامی خالی ہے جبکہ دو اسامیاں پُر ہیں جن پر ڈاکٹر محمد صدیق اور ڈاکٹر عبدالمجید گل فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(د) ہسپتال کے لئے درکار مشینری کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس ہسپتال کو مزید150 بیڈز کی ضرورت ہے جن کے لئے ایک منصوبہ سال10۔2009 میں منظور ہو چکا ہے جس کی کل مالیت1367.732ملین روپے ہے۔ منصوبہ پر کام بھی شروع ہو چکا ہے جوکہ تین سال میں مکمل ہو جائے گا۔

(و) اس ہسپتال میں درج ذیل missing facilities ہیں۔

(i) OPD Service Department Block
(ii) Consultant Chambers
(iii) Prevention Pediatric Department Block
(iv) Patients Waiting Lodge
(v) Thalassemia centre & Blood Bank
(vi) Trainee/Doctor Hostel
(vii) Nursing Hostel
(viii) Residence of Gazetted and Non-Gazetted Staff
(ix) Nursing School
(x) Paramedical School
(xi) Nursing Vans
(xii) Patients Attendant Motel
(xiii) Parking Areas
(xiv) Security Services Infrastructure
(xv) Expansion of Emergency Block Building/Human Resources/Logistics/ Purchase of Land.

(ز) جی ہاں!حکومت چلڈرن ہسپتال ملتان کی تمام باقی ماندہ سہولیات فراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہے جن پر مالی وسائل کی دستیابی پر مرحلہ وار کام شروع کیا جائیگا۔

سال2009، پنجاب کے ہسپتالوں میں ایئر کنڈیشنز و جنریٹر لگانے کی تفصیلات

*5186: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت نے سال2009 کے دوران پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں تقریباً2۔ارب روپے کی لاگت سے8029 ایئر کنڈیشنرز اور184 جنریٹرز نصب کئے؟

(ب) لاہور کے کن کن ہسپتالوں میں سال2009 کے دوران ایئر کنڈیشنرز اور جنریٹرز نصب کئے، ہسپتالوں کے نام بتائے جائیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں8220 ائیر کنڈیشنرز اور201 جنریٹرز نصب کئے گئے ہیں۔

(ب) لاہور کے مندرجہ ذیل سرکاری ہسپتالوں بشمول DHQ اور THQ ہسپتالوں میں حکومت پنجاب کی طرف سے ائیر کنڈیشنرز اور جنریٹرز نصب کر دیئے گئے ہیں جن کی تفصیل منسلکہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میو ہسپتال، سر گنگارام ہسپتال، جناح ہسپتال، لاہور جنرل ہسپتال، سروسز ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لیڈی ولنگڈن ہسپتال، لیڈی ایچی سن ہسپتال، ڈینٹل ہسپتال، مینٹل ہسپتال، DHQ-I میاں منشی ہسپتال، DHQ-II کوٹ خواجہ سعید ہسپتال اور THQ ہسپتال مزنگ

چک نمبر254، ایچ ایل، فورٹ عباس رورل ہیلتھ سنٹر کی تفصیلات

*5193: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر254 ایچ ایل میر گڑھ چولستان تحصیل فورٹ عباس میں ایک بلڈنگ برائے رورل ہیلتھ سنٹر چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے تعمیر کیا تھا جسے محکمہ صحت نے اپنی تحویل میں بھی لے لیا تھا اور اس میں عملہ تعینات ہوا مگر نامکمل؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر میں عملہ مکمل نہ ہونے کیوجہ سے اہل دیہہ کو دور دراز کا سفر کر کے علاج معالجہ کے لئے فورٹ عباس جانا پڑتا ہے؟

(ج) محکمہ صحت نے مذکورہ سنٹر پر جو عملہ تعینات کیا ہے اس کی تعداد کیا اور کس کس سکیل میں تعینات ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سنٹر میں محکمہ عملہ پورا کرنے اور اسے حاضر رہنے کا پابند کرنے کو تیار ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چک نمبر 254ایل ایچ یونین کونسل قلعہ میر گڑھ چولستان تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ایک بلڈنگ برائے بنیادی مرکز صحت تعمیر کی ہے۔ رورل ہیلتھ سینٹر نہیں۔ یہ بلڈنگ آج تک محکمہ صحت کی تحویل میں نہ دی گئی ہے۔ جہاں تک عملہ کا تعلق ہے تو وہاں کے عوام کو طبی سہولت پہنچانے کے لئے محکمہ صحت ضلعی حکومت بہاولنگر نے ایک ڈسپنسر اور ایک سینٹری پٹرول جنرل ڈیوٹی پر مامور کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ دور دراز کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ چک نمبر HL/254 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے صرف 8 کلو میٹر کی مسافت پر ہے اور برلب پختہ سڑک ہے۔

(ج) محکمہ صحت نے ایک ڈسپنسر سکیل نمبر 6 اور ایک سینٹری پٹرول سکیل نمبر 1 عارضی طور پر جنرل ڈیوٹی پر تعینات کیا ہوا ہے۔

(د) چونکہ جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے محکمہ صحت ضلع بہاولنگر عملہ پورا نہیں کر سکتا۔ گزارش ہے کہ جونہی مذکورہ B.H.U باضابطہ طور پر ضلعی حکومت محکمہ صحت بہاولنگر کی تحویل میں دیا گیا تو عملہ کی منظوری کے لئے کارروائی کی جائے گی۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال کی تفصیلات

*5205: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال کی عمارت کب تعمیر ہوئی؟

(ب) مذکورہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(د) خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) اس ہسپتال میں مریضوں کے لئے کتنے بیڈز ہیں یہ بیڈز کب خرید کئے گئے تھے اس وقت کتنے بیڈز صحیح حالت میں اور کتنے ناقابل استعمال ہیں؟

(و) اس ہسپتال میں کتنی ایمبولینس، ایکسرے مشین اور دیگر کون کون سی طبی مشینری ہے اس میں کون کون سی کب سے خراب ہے؟

(ز) اس ہسپتال میں missing facilities کا جائزہ لیا گیا ہے اگر ہاں تو حکومت کب تک اس کی یہ missing facilities مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ساہیوال کی عمارت 1960 میں تعمیر ہوئی۔

(ب) مذکورہ ہسپتال 438 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ج) ہسپتال ہذا میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیاں 94 ہیں جبکہ پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں 354 ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈاکٹروں کی اسامیاں جلد از جلد پر کرنے کے لئے واک ان انٹرویو کے ذریعے مقامی سطح پر بھرتی ہوتی ہے اور مناسب اہلیت رکھنے والے خواہش مند ڈاکٹروں کو فوری طور پر تعینات کیا جاتا ہے، تاہم بعض اوقات مناسب امیدوار نہ ملنے یا ڈاکٹروں کے اپلائی نہ کرنے کی وجہ سے خالی اسامیاں پُر کرنے میں کچھ وقت زیادہ لگ جاتا ہے۔ حکومت کی بھرپور کوشش سے بھرتی کا عمل مستقل بنیادوں پر جاری رکھا جاتا ہے، جب تک کہ تمام خالی اسامیاں مناسب اہلیت والے ڈاکٹروں سے پُر ہو جائیں۔

(ہ) 250 بیڈز 2009 میں خریدے گئے تھے جبکہ تقریباً 400 بیڈز 1960 تا 1983 میں خریدے گئے۔ مزید 200 بیڈز خریدنے سے تمام بیڈز نئے ہو جائیں گے۔

(و) دو نئی ایمبولینس ہیں۔ ایک نئی ڈیجیٹل ایکسرے 500 مشین لگا دی ہے۔ جبکہ تین پرانی کام کر رہی ہیں۔ طبی مشینری کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) missing facilities مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس ہسپتال میں طبی مشینری کو ترجیحی بنیادوں پر ٹھیک کروایا جا رہا ہے۔ جو مشینری خراب ہو چکی ہے اس کی جگہ

نئی لگائی جارہی ہے۔ حال ہی میں نئی ڈیجیٹل ایکسرے مشین لگادی ہے۔آپریشن تھیٹر ٹیبل اور جدید انستھزیا مشین بھی لگادی گئی ہے۔

لاہور-پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5272: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں سکیل 1 تا 16 کے ملازمین تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں کتنے ایسے ملازمین ہیں جو تین سال سے زائد عرصہ سے اس ہسپتال میں تعینات ہیں؟

(ج) 2004 سے 2006 تک (گریڈ 1 تا 16) کے کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے، ان کے نام وعہدہ سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئیں میرٹ کا criteria کیا تھا ان کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا اگر ہاں تو اشتہار کی کاپی لف کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں سکیل 1 تا سکیل 16 کے ملازمین کی تعداد 90 ہے۔

(ب) تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ملازمین کی تعداد 65 ہے۔

(ج) 2004 سے 2006 تک ہسپتال ہذا میں گریڈ 1 تا گریڈ 16 میں کل 9 ملازم بھرتی کئے گئے جن کے نام اور عہدہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	وسیم احمد	جنرل ڈیوٹی مکینک
2	عامر دلاور	جونیئر کلرک
3	فرحان افضل خان	سٹور کیپر
4	معظم رضا	سٹور کیپر
5	عبدالوحید	وارڈ اٹنڈنٹ
6	حافظ آصف اعجاز	وارڈ اٹنڈنٹ
7	کاشف حسین	لیب اٹنڈنٹ
8	ذیشان محمود	لیکچر تھیٹر اٹنڈنٹ
9	شوکت علی	او۔ٹی۔اے

(د) تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئیں۔criteria اور اشتہار کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

لاہور۔پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں ایکسرے ودیگر مشینری کی تفصیلات

*5273:جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں ایکسرے ودیگر کون کون سی مشینری موجود ہے یہ کب خرید کی گئی؟

(ب) یہ مشینری کتنی لاگت سے خریدی گئی اوراب کس حالت میں ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ مشینری وار لاگت وحالت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس طبی مشینری کو2006 سے اب تک کتنی بار مرمت کروایا گیااور اس پر کتنا خرچہ آیا مشینری وار خرچہ سے آگاہ فرمائیں؟

(د) اس وقت کتنے طبی آلات جراحی ودیگر مشینری خراب حالت میں ہیں ان کو کب تک مرمت کروالیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہسپتال ہذا میں خریدی گئی مشینری کی قیمت خرید وتاریخ خرید کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس مشینری کی کل لاگت تقریباً چار کروڑ اسی لاکھ روپے ہے۔ تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سالانہ مرمت کی گئی تھی اور خرچہ کی تفصیل(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 15تا 20سال پہلے خریدے گئے91ڈینٹل یونٹس میں سے چھ ڈینٹل یونٹ گورنمنٹ میڈیکل اکوئیپمنٹ ریپئر ورکشاپ کی وساطت سے مرمت ہوچکے ہیں۔
چھ ڈینٹل یونٹس کی مرمت کی ریکوزیشن گورنمنٹ میڈیکل ورکشاپ سے موصول ہوچکی ہے جس پر کام جاری ہے۔ موجودہ بجٹ کی پرووژن وڈیلیگیشن آف فنانشل پاور 2006 کی لمیٹیشن میں بوقت ضرورت اکوئیپمنٹ کی سالانہ ریپئر و مینٹیننس کا کام ہوتا رہتا ہے۔

لاہور۔ پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5279: **ملک محمد عامر ڈوگر**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں روزانہ کتنے مریض چیک اپ کے لئے آتے ہیں ان پر روزانہ اندازاً کتنے اخراجات ہوتے ہیں، آگاہ کریں؟

(ب) 09۔2008 اور 10۔2009 میں مذکورہ ہسپتال کو کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، مد وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں کتنے مریضوں کو مفت دوائیاں فراہم کی گئیں؟

(د) مذکورہ عرصہ میں دوائیوں کے لئے کل کتنا بجٹ تھا، اس میں سے کتنا خرچ ہوا اور کتنا lapse ہو گیا، آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں روزانہ 300 تا 400 مریض چیک اپ کے لئے آتے ہیں اور ان پر روزانہ تقریباً بتیس ہزار روپے خرچ ہوتا ہے۔

(ب) 09۔2008 میں دوائیوں اور ڈینٹل مٹیریل کا بجٹ مبلغ پچاس لاکھ روپے تھا جبکہ جنوری 2009 میں سپلیمنٹری بجٹ کے طور پر مبلغ پچیس لاکھ روپے اور اپریل 2009 میں مبلغ ایک کروڑ پچیس لاکھ ستر ہزار روپے کے فنڈز فراہم کے گئے ہیں۔

(ج) تمام مریضوں کے لئے ادویات بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال 2009 میں 4792 سرکاری ملازمین کا علاج کیا گیا۔

سال 2009 میں سرکاری ملازمین کے علاوہ 4193 باقی مریض جن کا علاج کیا گیا۔

(د) 09۔2008 میں ڈینٹل مٹیریل / دوائیوں کا ریگولر بجٹ مبلغ پچاس لاکھ روپے تھا جبکہ سپلیمنٹری بجٹ کے طور پر جنوری 2009 میں مزید مبلغ پچیس لاکھ روپے اور اپریل 2009 میں سپیشل فنڈز ایک کروڑ پچیس لاکھ ستر ہزار روپے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر مریضوں کو مفت علاج اور دوائیوں کے لئے دیئے گئے۔

سال 10۔2009 میں ڈینٹل مٹیریل / دوائیوں کا ریگولر بجٹ پچانوے لاکھ روپے ہے۔

10۔01۔31 تک چالیس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور باقی بجٹ 30۔جون تک خرچ ہو جائے گا۔

لاہور-پنجاب ڈینٹل ہسپتال کی تزئین وآرائش اور مرمت ودیگر تفصیلات

*5280: ملک محمد عامر ڈوگر: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ پانچ سال میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کی تزئین وآرائش ومرمت کا کام کس ایم ایس / پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے دوران کیا گیا؟

(ب) اس کی مرمت وتزئین وآرائش پر کل کتنا خرچہ آیا؟

(ج) کیا2002تا2006ہسپتال کاآڈٹ ہوااگر ہواتواس کی رپورٹ سال وارلف کریں؟

(د) کیاآڈٹ میں گھپلوں کی نشاندہی کی گئی اگر جواب اثبات میں ہے توکیااس کی انکوائری ہوئی انکوائری میں کس کس کوکیاکیاسزاہوئی،آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزشتہ پانچ سال میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کی تزئین وآرائش ومرمت کاکام درج ذیل ایم ایس / پراجیکٹ ڈائریکٹر کی زیر نگرانی ہوا۔

نام ایم ایس	دورانیہ
ڈاکٹر محمد رفیق چٹھہ	2004-07-1تا2005-06-30
ڈاکٹر محمد رفیق چٹھہ	2005-07-01تا2006-05-15
ڈاکٹر سہیل عباس خان	2006-05-16تا2006-10-26
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2006-10-27تا2007-06-30
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2007-07-01تا2008-06-30
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2008-07-01تا2008-11-27
ڈاکٹر عبدالستار اختر	2008-11-28تا2009-03-31
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2009-04-01تا2010-01-31

(ب) 2004-07-01تا2010-1-31مبلغ-/83,26,600روپے خرچہ آیا۔

(ج) جی ہاں!2002تا2006ہسپتال ہذاکاآڈٹ ہوچکاہے جس کی سالانہ رپورٹ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 2002تا2006کے دوران کسی قسم کی بھی گھپلوں کی نشاندہی نہیں ہوئی۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں انٹرنیشنل معیار کی طبی مشینری فراہم کرنے کی تفصیلات

*5284: محترمہ مائزہ حمید: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور ایشیا کا سب سے بڑا ہسپتال ہے؟

(ب) 2009-10 میں اس کے لئے کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں انٹرنیشنل ہسپتال کے معیار کی سہولتیں فراہم نہیں کی جا رہی ہیں؟

(د) انٹرنیشنل معیار کے مطابق ایسی کون کون سی مشینری ہے جو اس ہسپتال کو ابھی تک فراہم نہیں کی گئی اس مشینری کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت ہسپتال کے لئے مذکورہ بالا مشینری فوری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور، ایشیاء کا سب سے بڑا ہسپتال نہیں ہے۔

(ب) مالی سال 2009-10 کے دوران پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کے لئے مبلغ -/9,95,23,500 روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا ہے۔

(ج) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں انٹرنیشنل معیار کے مطابق سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں۔

(د) (CAD-CAM) مشین ابھی تک دستیاب نہ ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب بین الاقوامی معیار کا فاطمہ جناح انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹل سائنسز قائم کر رہی ہے جس پر تیزی سے کام جاری ہے اس منصوبہ کی کل مالیت 3448.210 ملین روپے ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد مذکورہ بالا مشین مہیا کر دی جائے گی۔

سال 2008-09، پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کو رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*5285: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008-09 میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کے لئے کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ب) اس میں سے کتنا بجٹ ڈاکٹرز، پروفیسرز کی تنخواہوں پر خرچ ہوا اور کتنا دیگر ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنا بجٹ دوائیوں کے لئے رکھا گیا اور کتنی رقم سے طبی آلات جراحی خریدے گئے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ کون کون سی مشینری کو ٹھیک کروایا گیا اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 09-2008 میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال کو کل 8 کروڑ، 18 لاکھ 80 روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا۔

(ب) اس میں سے ایک کروڑ 6 لاکھ 37 ہزار 603 روپے ڈاکٹروں کی تنخواہوں پر جبکہ دیگر ملازمین کی تنخواہوں پر ایک کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار 322 روپے خرچ ہوئے جبکہ پروفیسرز حضرات اپنی تنخواہ ڈی ماؤنٹ مورنسی کالج آف ڈینٹسٹری کے بجٹ سے لیتے ہیں۔

(ج) 09-2008 میں دوائیوں اور ڈینٹل مٹیریل کے لئے مبلغ 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ جبکہ ایک کروڑ 78 لاکھ 59 ہزار 132 روپے کے طبی آلات جراحی خریدے گئے تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس دوران ڈینٹل یونٹ، ائیر کمپریسر، ائیر کنڈیشنر، آفس مشینری اور دیگر آلات کی مرمت پر 4 لاکھ 97 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور-پی پی 144 میں غیر رجسٹرڈ ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5474: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-144 لاہور میں بہت سے پرائیویٹ ہسپتال بن چکے ہیں ان میں اکثر رجسٹرڈ نہ ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی پی-144 کے ان پرائیویٹ ہسپتالوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو رجسٹرڈ نہیں اور ان میں علاج مناسب فیس پر نہ کرتے اور ایم بی بی ایس پاس ڈاکٹر نہ رکھتے ہیں نیز حکومت اس حلقے میں ہسپتال تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! پی پی-144 لاہور میں اس وقت 5 پرائیویٹ ہسپتال بن چکے ہیں۔

(ب) پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کی تشکیل سے پہلے پرائیویٹ ہسپتالوں کو رجسٹرڈ ریگولیٹ کرنے کا کوئی قانون موجود نہ تھا۔ اس لئے کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال کی کوئی

رجسٹریشن نہ کی جا سکتی تھی۔ تاہم پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت اب تمام پرائیویٹ ہسپتالوں کو اس بات کا پابند بنایا جا رہا ہے کہ وہ اپنی رجسٹریشن کروائیں۔ حکومت اس حلقہ میں فی الحال کوئی نیا ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔

سال 2009، پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ایئر کنڈیشنرز و جنریٹرز نصب کرنے کی تفصیلات

*5535: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 کے دوران پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں کے جنرل وارڈز میں کتنے ائر کنڈیشنرز اور جنریٹرز نصب کئے گئے؟

(ب) ان جنریٹرز پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں کے جنرل وارڈز وغیرہ کے لئے 8220 ائر کنڈیشنرز اور 201 جنریٹرز نصب کئے گئے۔

(ب) ان ائر کنڈیشنرز اور جنریٹرز کے خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	AC	Generators
ٹیچنگ ہسپتال و خصوصی ہسپتال	568.904 ملین روپے	655.475 ملین روپے
ڈسٹرکٹ و تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال	400.869 ملین روپے	406.787 ملین روپے
ٹوٹل خرچہ	969.773 ملین روپے	1062.262 ملین روپے
دونوں کا کل خرچہ	2032.035 ملین روپے	

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے اگلے دن بھی پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے بات کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر نہیں ہیں تو آج پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر موجود ہیں تو وہ میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! رانا صاحب کی بات سُنئے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! 24۔جنوری 2012 کو محکمہ صحت کے وقفہ سوالات میں سوال نمبر 4890 تھا۔ اس سوال کے جواب میں محکمہ صحت نے جواب دیا تھا کہ ایڈمن افسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پُر کرنے کے لئے ڈی پی سی کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے لیکن یہ ڈی پی سی ابھی تک نہیں ہوئی۔ اُس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ خالی اسامیاں پُر کرنے کے حوالہ سے ڈی پی سی منعقد کرنے کے لئے تمام اداروں کو خط لکھ دیا گیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کی سفارش پر قواعد وضوابط کی کارروائی کے بعد مارچ 2012 تک یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔ ابھی تک یہ ڈی پی سی نہیں ہوئی تو محکمہ صحت کی طرف سے اس ایوان میں مارچ کے اندر یہ اسامیاں پُر کرنے کی جو commitment دی گئی ہے وہ کیسے پوری ہو سکتی ہے اور 6۔فروری کی commitment کیوں پوری نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ ابھی توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ہے تو آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو جواب لے کر دیتا ہوں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ موجود نہیں ہیں اور میرے پاس اُن کی طرف سے کوئی اطلاع بھی نہیں ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1181 ہے۔

لاہور۔ منصورہ بازار میں 15 لاکھ روپے کی ڈکیتی اور دیگر تفصیلات

1181: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ یکم مارچ 2012 روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق منصورہ بازار، لاہور میں ڈاکوؤں نے یٰسین جیولرز اور عبدالطیف جیولرز سے 15 لاکھ روپے مالیت کا سونا لے لیا اور سکیورٹی گارڈ پر تشدد کے بعد اُس کی رائفل چھین کر فرار ہو گئے؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج ہو چکا ہے؟

(ج) اس واقعہ کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آ چکا ہے۔

(الف) درست ہے۔

(ب) وقوعہ جات کی بابت مقدمہ نمبر 147/12 مورخہ 12-02-29 بجرم 392 ت پ تھانہ ہنجروال لاہور اور مقدمہ نمبر 148/12 مورخہ 12-03-01 بجرم 392 ت پ تھانہ ہنجروال لاہور درج ہیں۔ مقدمات درج ہو کر تفتیش بذریعہ محمد لطیف سب انسپکٹر انوسٹی گیشن تھانہ ہنجروال لاہور اور محمد صدیق انسپکٹر انچارج انوسٹی گیشن تھانہ ہنجروال لاہور عمل میں لائی جا رہی ہے۔ ملاحظہ موقع جات کر کے CRO میں گزٹ کرایا گیا ہے اور البم جن میں ملزمان کی تصاویر ہوتی ہیں وہ شناخت کے لئے مدعیان کو دکھائی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں دو لوگوں کو شناخت کیا گیا ہے۔ اس وقوعہ میں ایک موبائل فون جو snatch ہوا تھا اس کے EME نمبر کو بھی monitor کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر یہ cases workout ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جو 15 لاکھ روپے کا سونا لوٹا گیا ہے، کیا اس کی recovery کی توقع کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ پیشرفت ہو رہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ڈاکو تین مہینے بعد اپنے گھروں میں آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے دو ڈاکو پکڑے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ڈاکو تین مہینے میں باہر آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ملزمان کو سزا عدالتیں دیتی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ملزمان کو جیل میں رکھنا حکومت یا پولیس کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ یہ عدالت کی صوابدید ہوتی ہے کہ وہ ضمانت دو مہینے یا دو سال بعد دے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔اشرف سوہنا صاحب کی تحریک استحقاق ہے، آج اس کا جواب آنا تھا لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اسے بدھ تک pending کر لیا جائے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دیا ہے۔ گجرات میں گورنمنٹ زمیندارہ کالج میں ایک واقعہ ہوا ہے کہ پولیٹیکل سائنس کے ایک پروفیسر نے ایک جواں سال طالبہ کے منہ پر تھپڑ مارا ہے اور اس کے بعد کالج کے حالات یہ ہیں کہ ہفتہ کو سارے طلباء نے ہڑتال کی، انہوں نے ساری سڑکیں block کیں، آج بھی انہوں نے کچہری چوک کو block کئے رکھا اور ڈی سی او کے دفتر تک لانگ مارچ کیا۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایم اے پولیٹیکل سائنس کی کلاس میں سہیل نامی ایک طالبعلم ہے جو اپنے والد کی وفات کی وجہ سے اپنی حاضریاں پوری نہ کر سکا۔اس کے ساتھیوں نے پروفیسر ریاض صاحب سے درخواست کی کہ اس کا داخلہ بھجوایا جائے۔انہوں نے کہا کہ میں اس کا داخلہ نہیں بھجواؤں گا آپ پرنسپل صاحب کے پاس چلے جائیں۔ وہ طلباء پرنسپل صاحب کے پاس چلے گئے انہوں نے کہا کہ آپ درخواست بنا کر لائیں، انہوں نے ایک درخواست بنائی اور پرنسپل کو دی انہوں نے پڑھ کر کہا کہ میری تو power نہیں ہے یہ کام تو پروفیسر ریاض ہی کریں گے۔ طلباء پھر پروفیسر ریاض کے پاس چلے گئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھی سہیل کا داخلہ بھیجیں۔یہ ایم۔اے کا امتحان دینا چاہتا ہے، یہ غریب ہے اور ہم اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔اس پر پروفیسر ریاض بہت غصے میں آ گیا اور اس نے طلباء کو گالیاں دینا شروع کر دیں، ایک بچی جس نے کہا کہ آپ بہت زیادتی کر رہے ہیں۔آپ ہمارے ساتھ اس طرح behave نہ کریں۔اس پر پروفیسر ریاض نے کھڑے کھڑے اس طالبہ کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اب میں کسی کا بھی داخلہ نہیں بھیجوں گا اور کہا کہ تم کیا ہو، فلاں کیا ہے اور ننگی گالیاں دیں۔

جناب والا!اگر ایک کالج میں ایک پروفیسر اس طرح ایک بچی کے ساتھ behave کرے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے بھائی!آپ اسے تحریر میں لائیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!میں نے تحریک بھجوادی ہے۔ میں صرف یہ درخواست کرنا چاہ رہا ہوں کہ راناثناء اللہ صاحب ڈی سی او کو فون یا فیکس کر دیں اور اس معاملہ کی حقیقت معلوم کریں کہ اُس پروفیسر جس نے کلاس یا کالج میں ایک لحاظ سے ایک جواں سال بیٹی کے سر سے چادر اتاری ہے اس کے خلاف جلد از جلد action لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تحریک دے دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!میں نے تحریک التوائے کار بھجوادی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ نے بہت دفعہ محنت کی اور بار بار کہا کہ شوگر ملوں کی طرف سے ادائیگیاں ہونی چاہیئں۔ اب برادر شوگر مل نے 22۔جنوری کے بعد ادائیگی نہیں کی اور یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ شوگر ملیں ادائیگیاں کر رہی ہیں۔ میں رات کو واپس آیا ہوں کل سارا دن چونیاں میں ہاہاکار پڑی ہوئی تھی کہ مل ادائیگیاں نہیں کر رہی۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا ظلم یہ ہوا ہے کہ ہر دس من پر ایک من کٹوتی لینے کے بعد 13 فیصد تک ایڈوانس بلنگ۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 37 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جنرل کونسل میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کو پنجاب کا بلا مقابلہ صدر منتخب کر لیا گیا۔ 12۔اکتوبر 1999 میں پاکستان میں ایک آمر نے جو شب خون مارا تھا، یہاں پر جمہوریت اور آئین کا قتل کیا تھا۔ اُس دن سے لے کر 18۔فروری 2008 تک مسلم لیگ (ن) مسلسل جدوجہد کرتی رہی جس میں لیڈرشپ کے اصولی موقف کے پیچھے پوری قوم نے لبیک کہا اور 2002 کے انتخابات میں بھی مسلم لیگ (ن) کو عوام کی طرف سے واضح پذیرائی ملی۔ پھر 2008 میں یہاں پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت معرض وجود میں آئی۔ اس کے بعد جس طرح خادم پنجاب نے صبح و شام۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب تقریر تو نہیں ہوتا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا عرض کرتا ہوں۔ 2008 سے لے کر آج تک جس طرح خادم اعلیٰ پنجاب نے صوبہ پنجاب کے عوام کی خدمت کی ہے اس کے صلہ میں آج پنجاب بھر کے مسلم لیگیوں نے انہیں بلا مقابلہ صدر منتخب کیا ہے۔ کسی طرف سے کوئی nomination papers نہیں آئے لیکن میں ایک بات ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ 2008 میں ملک کے اندر جمہوریت ضرور آئی ہے۔ پاکستان کو جو چیلنجز آمریت کے دور میں درپیش تھے آج جمہوریت کے دور میں بھی وہی چیلنجز درپیش ہیں۔

جناب سپیکر: میں اس کی اجازت اب نہیں دوں گا، بڑی مہربانی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں اور صوبہ پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف کی شب روز محنت کے نتیجہ میں انشاللہ وہ وقت دور نہیں جب تمام challenges meet ہوں گے، اس ملک کے اندر لوڈشیڈنگ اور کرپشن کا خاتمہ ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی،اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب! تحریک التوائے کار نمبر1976 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحب کی طرف سے پڑھی گئی تھی۔ اس کا جواب آ گیا ہے؟

ملتان ڈویژن کے اکثر کالجوں میں پرنسپل کی اسامی خالی ہونے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر1976 کا جواب اس طرح سے ہے کہ پنجاب میں مردانہ اور خواتین کالجوں کی کل تعداد 491 ہے جس میں 289 کالجوں میں regular Principals تعینات ہیں، 80 کالجوں میں DDOs تعینات ہیں اور 122 کالجوں میں Acting Principals تعینات ہیں۔ تمام directors کالجز کو تحریری اور زبانی حکم دیا گیا ہے کہ جن کالجوں میں Acting Principals تعینات ہیں یا جن کالجوں میں سینئر آفیسرز کو DDOs powers دی گئی ہیں ان کالجوں میں regular Principals کی تعیناتی کے لئے پینل بھجوائے جائیں، بذریعہ پینل ان کالجوں میں پرنسپلز کی تعیناتی کا عمل جاری ہے اور اس process کو جلد از جلد مکمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس میں یعنی متعلقہ گریڈ، seniority اور qualifications کے حامل لوگوں کے متعلق تھوڑی سی مشکلات ہیں لیکن بہر حال جیسے جیسے لوگ میسر ہو رہے ہیں تو اس process کو مکمل کرنے کی کوشش کی جاری ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ .Not pressed and disposed of جی، next تحریک التوائے کار نمبر2051 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، pending till next week. جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر2052/11 بھی ان کی طرف سے ہے۔ راناصاحب! اس کا جواب آنا تھا۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ناقص سکیورٹی انتظام کی وجہ سے دو طلباء تنظیموں میں تصادم سے سینکڑوں طلباء زخمی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر2052 کا جواب اس طرح سے ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں جہاں30ہزار سے زیادہ طالبعلم اور طالبات زیر تعلیم ہوں اور ایک ہزار کے لگ بھگ اساتذہ تعلیمی سرگرمیوں میں ہمہ وقت مصروف ہیں جس کے ساتھ لڑکوں کے 20بوائز ہاسٹل اور لڑکیوں کے10 گرلز ہاسٹل ہیں۔ جہاں تقریباً5ہزار سے زیادہ students رہائش پذیر ہیں۔ چند مخصوص سیاسی جماعتوں کی نمائندہ طلبہ تنظیمیں آپس میں اختلاف کے باعث بعض اوقات یونیورسٹی کی تعلیمی پرامن فضا کو اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے پراگندہ کرنے کی مذموم کوشش کرتے رہتے ہیں جس سے معزز ممبران اسمبلی بھی واقف ہوں گے۔ حال ہی میں ایک طلباء تنظیم نے ایک سیاسی جماعت کی بھرپور تعاون اور شرکت سے ایک قومی کنونشن منعقد کیا جس میں ہزاروں سیاسی کارکنوں نے حصہ لیا لیکن یونیورسٹی ایڈمنسٹریشن ہمیشہ سے طلبہ تنظیموں کو سیاسی یا مذہبی بنیادوں پر جلسے جلوسوں سے منع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے جس کے باعث موجودہ یونیورسٹی انتظامیہ کے تحت اس ادارہ کی فضاء انتہائی پرسکون اور تعلیمی معیار کو آگے بڑھانے کے لئے پورے پاکستان کی یونیورسٹیوں میں ایک مستند مقام حاصل ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب موجود نہیں ہیں لیکن یہ تحریک ایوان کی پراپرٹی میں آگئی تھی جس کی وجہ سے میں نے اس کو اجازت دی۔ Not pressed and disposed of. اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر8/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے اور یہ pending ہوئی تھی۔

پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں آن لائن سسٹم کے تحت طلباء وطالبات سے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے کے باوجود ڈیٹا رجسٹرڈ نہ ہونے کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 8/12 کا جواب یوں ہے کہ بورڈ ہذا نے پنجاب بورڈ کمیٹی آف چیئرمین کی جانب سے amendment شدہ شیڈول برائے امتحان میٹرک سالانہ 2012 کے امیدواران کے داخلہ فارم وصول کرنے کے لئے شیڈول جاری کیا تھا جس میں دوسری شرائط کے ساتھ ساتھ تمام امیدواروں سے مجوزہ امتحانی فیس کے علاوہ مبلغ -/100 روپے computer processing فیس بھی وصول کرنا تھی جو کہ اسی مد میں خرچ کی جائے گی۔ زیر بحث فیس کسی بھی طور پر بورڈ ہذا کے لئے اضافی آمدنی فنڈز raising کے لئے عائد نہیں کی گئی۔ مزید برآں تمام امیدواران طلباء وطالبات کو حسب سابق بروقت رول نمبر سلپ پہنچانے کے معقول انتظامات کئے ہیں۔ بورڈ ہذا کا تمام تر ریکارڈ محفوظ ہے اور امتحان مذکورہ کے انعقاد کے سلسلے میں والدین کی پریشانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جس طرح ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے کہ رول نمبر سلپ بروقت پہنچانے کا انتظام کیا ہے تو آپ میڈیا پر دیکھ رہے ہیں، اخبارات اور ٹی وی پر خبریں چل رہی ہیں کہ بے شمار students ایسے ہیں جن کو رول نمبر سلپس ملی ہی نہیں ہیں، خصوصاً عربی کے پرچے کے لئے پرائیویٹ سکولوں کے students کو رول نمبر سلپس مل ہی نہیں سکیں اور ان کا پورا سال ضائع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کا ذمہ دار کون ہے کیونکہ بچوں کا تو سال ضائع ہو گیا ہے اور ان کے والدین کو پریشانی الگ سے ہے تو اس میں ڈیپارٹمنٹ کیا کرے گا اور اس کے ذمہ داروں کو کیا سزا دے گا؟

جناب سپیکر: جی، آپ کی اس تحریک التوائے کار کو تو dispose of کرنا پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، اگر ان کے پاس کوئی ایسے 10 یا 50 یا 100 طلباء یا طالبات کی لسٹ ہے جن کا اس وجہ سے تعلیمی سال کا نقصان ہوا ہے تو ان کی تعداد کو

مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایک specific decision لیا جا سکتا ہے کیونکہ اگر ان کے پاس کوئی لسٹ ہے تو وہ فراہم کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! چلیں، میں تو لسٹ فراہم کر دوں گی لیکن کیا محکمہ کے علم میں نہیں ہے کہ انہوں نے کتنے students کو رول نمبر سلپ نہیں دیئے، students بورڈ آفس کے دھکے کھاتے رہے ہیں اور ان کو رول نمبر سلپ نہیں ملیں۔ یقیناً بورڈ آفس کے پاس وہ لسٹ ہوگی کہ ہم نے کتنے students کو رول نمبر سلپ جاری نہیں کیں۔

جناب سپیکر: جی، case to case دیکھ لیتے ہیں لیکن اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جا رہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پھر اس مسئلہ کا حل کیا ہوا؟

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ وہ مسئلہ حل کروائیں گے۔ اگر آپ کے پاس کوئی لسٹ ہے تو انہیں provide کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اگر میرے پاس لسٹ نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا؟

جناب سپیکر: جی، وہ پھر بھی مسئلہ حل کروائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اخبار کی خبر پڑھ کر صرف مسئلہ کو مسئلہ نہیں بنا سکتے، بورڈ کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس معاملہ کو حل کر لیا ہے اور اگر بورڈ کے جواب کے contrary ان کے پاس کوئی information ہے تو پھر ہم ان کو confront کر سکتے ہیں۔ اب معزز ممبر صرف خبر پڑھ کر مسئلے کو مسئلہ سمجھیں تو اس دن انہوں نے خبر پڑھی ہو اس دن اخبار یا ٹی وی چینل پر خبر آنے کے بعد وہ معاملہ حل ہو گیا ہو۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اگر ابھی بھی کہیں پر مسئلہ درپیش ہے تو آپ خود بھی تھوڑا سا اس میں pain لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے صرف اخبار کی خبر پڑھ کر تحریک التوائے کار پیش نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب مجھے آگے چلنے دیں، میں نے اس پر فیصلہ دے دیا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر38/12 بھی آپ کی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، .pending till next week اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64/12 مہر اشتیاق احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ موجود نہیں ہیں لہذا جب وہ آئیں گے تو اس کا جواب پڑھ دینا اگر آپ ابھی پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر64/12 کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار رانا تنویر احمد ناصر صاحب آپ کی جو پڑھی جاچکی ہے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ابھی میں نے اپنی تحریک التوائے کار پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اس دن موجود نہیں تھے اور آپ نے درخواست دی تھی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جی، میں موجود نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انگلش میڈیم کلاس نہم کو پڑھائی جانے والی کیمسٹری کی کتاب میں غلطیوں کی بھرمار

رانا تنویر احمد ناصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق کلاس نہم کے انگلش میڈیم سٹوڈنٹس کے لئے کیمسٹری کی جو ٹیکسٹ بک شائع ہوئی ہے اُس میں بے شمار بنیادی غلطیاں موجود ہیں۔ تفصیل اس طرح سے ہے کہ کلاس نہم کے انگلش میڈیم سٹوڈنٹس کے لئے کیمسٹری کی ٹیکسٹ بک جو اس وقت پنجاب کے تمام سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں

میں پڑھائی جارہی ہے۔ اس کتاب کے مصنفین پروفیسر چودھری ثناء اللہ اور ڈاکٹر حافظ محمد فاروق ہیں۔ اس کتاب کو علمی کتاب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے اور اس ٹیکسٹ بک کی approval باقاعدہ طور پر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے دی ہے لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس کتاب میں غلطیوں کی بھرمار ہے جس کی تصحیح کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی گئی۔ ایک ریٹائرڈ ٹیچر ظفر مدی ظفر جنہوں نے کئی دہائیوں تک کیمسٹری کا مضمون پڑھایا ہے اور اس مضمون پر ایک اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ وہ سخت حیران و پریشان ہیں کہ کتاب میں موجود بنیادی غلطیوں کا کسی نے نوٹس لینا بھی گوارہ نہ کیا ہے اور سٹوڈنٹس کو wrong information دے کر اُن کی بنیاد ہی غلط رکھی جارہی ہے جو کہ ان کے معصوم اذہان کو تباہ کر کے رکھ دے گی جبکہ سلیکٹ کمیٹی کے پانچ ممبران نے بھی ان غلطیوں کا نوٹس نہ لیا ہے حالانکہ سلیکٹ کمیٹی کا بنیادی فرض ہی غلطیوں کی نشاندہی اور بعد ازاں ان کی درستی کروانا ہوتا ہے۔ اس کتاب میں موجود بنیادی غلطیوں کی نشاندہی کے لئے صرف ایک مثال ہی کافی ہے کہ اس کتاب کے صفحہ نمبر 28 پر جو Multiple Choice Questions (MCQs) نمبر 1 اور نمبر 3 ہیں وہ غلط ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اس کتاب میں بے شمار غلطیاں ہیں جن کی درستی ضروری ہے جس کے لئے ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس کتاب میں موجود غلطیوں کا نوٹس لے کر ان کی تصحیح کرے اور سٹوڈنٹس کو غلطیوں سے پاک کیمسٹری کی ٹیکسٹ بک فراہم کی جائے۔ مزید ذمہ داران کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 262/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے، اس کا جواب آ گیا ہے یا اسے بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھ دیں۔

ڈاکٹروں کو دوسرے ممالک میں ملازمت کے لئے این او سی جاری کرنے سے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جواب تحریک التوائے کار نمبر 12/262 کے جواب میں ڈیپارٹمنٹ کا موقف ہے کہ سال 2010 میں سعودی حکومت کی درخواست پر حکومت پنجاب نے خیر سگالی کے طور پر 2010 میں کچھ ڈاکٹر صاحبان کو ایک تا دو سال کے عرصہ کے لئے سعودی عرب تعیناتی کے لئے این او سی دیا تھا، اس کے بعد کسی قسم کا این او سی جاری نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: حالات سے آگاہی ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 12/265 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ وزیر قانون صاحب! اگر اس کا جواب آ گیا ہے تو پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر شیخ صاحب موجود ہیں تو اس کو پڑھ دیں ورنہ dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار تو move ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا پھر میرے پاس جواب موجود نہیں ہے۔ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 12/266 ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے۔ کیا اس کو بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کو بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 12/267 بھی انہی کی ہے۔ اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ ضیاء اللہ شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 12/271 پڑھی جا چکی ہے۔ وزیر قانون صاحب! اس کا جواب آیا ہے یا اسے بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس کا جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھ دیں۔

پیدائش اور اموات کے اندراج میں محکمہ صحت کی بے جا مداخلت سے عوام کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جواب تحریک التوائے کار نمبر 271/12 محکمہ صحت حکومت پنجاب نے 14-07-2004 کا نوٹیفکیشن نمبر SO-H&D83/2001 اس لئے جاری کیا تھا کہ اندراج پیدائش کے عمل میں موجودہ خامیوں کو دور کیا جا سکے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ عموماً کچھ لوگ اپنی پیدائش کی تاریخ صحیح لکھوانے کی بجائے کافی عرصہ بعد اس کا اندراج کرواتے ہیں جس کی وجہ سے بعد میں مختلف انتظامی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس خامی کو دور کرنے کے لئے مندرجہ بالا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا تاکہ تحصیلدار اپنی انکوائری کے بعد اپنی رپورٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کو دے گا جو کہ اس کو متعلقہ ای ڈی او ہیلتھ کو بھیجے گا اور وہ اس کو نائب ناظم کو ارسال کرے گا۔ جس کا مقصد اس معاملے میں شفافیت کو برقرار رکھنا ہے تاکہ کوئی شخص اپنی تاریخ پیدائش میں ردوبدل سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تاہم محکمہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں تبدیلی کے بعد محکمہ صحت نے اس عمل کو آسان بنانے کے لئے کوششوں کا آغاز کر دیا ہے اور یہ عمل مکمل ہونے کے بعد ضروری نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔

جناب ضیاء اللہ شاہ: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر آپ کوئی بحث نہیں کر سکتے۔ اس کو سر دست ہم dispose of کرتے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب سے رابطہ کر لیں۔

جناب ضیاء اللہ شاہ: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا گیا اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 277/12 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی ہے۔

سیکرٹری خوراک کا محکمانہ پالیسی کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے من پسند اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو بطور ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات کرنا

(۔۔۔جاری)

محترمہ صغیرہ اسلام: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" کے مطابق محکمہ خوراک میں بدعنوانیاں عروج پر، کروڑوں روپے کی گندم خُورد بُرد کرنے والے افسران اور ملازمین کی انکوائریوں کے خلاف سیاسی اور بااثر مافیا ڈھال بن گیا۔ عرصہ دراز سے کروڑوں روپے کی گندم خُورد بُرد کے کیسز سرد خانوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کرپٹ مافیا کا قومی خزانے کو چونا لگانے کا سلسلہ جاری ہے۔ سیکرٹری فوڈ عرفان علی اور ڈائریکٹر فوڈ ماہانہ خُورد بُرد رپورٹ کی میٹنگ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود کرپٹ مافیا کے خلاف کارروائی کرنے میں بے بس نظر آتے ہیں۔ سیاسی اثر ورسوخ اور بااثر جونیئر افراد پُرکشش سیٹوں پر تعینات ہیں۔ ان میں ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ سرجیل مرزا، ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ خالد مختار گوندل ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمن شمیم جوئیہ شامل ہیں جو جونیئر ترین افسر ہیں۔ محکمہ خوراک میں بااثر اور سیاسی اثر ورسوخ والے افراد کی پرکشش تعیناتی نے محکمہ خوراک میں کرپشن کو تقویت دی ہے جبکہ اہل افراد عدم استحکام کا شکار ہیں۔ سابق سیکرٹری عرفان الٰہی کا چہیتا اسسٹنٹ ڈائریکٹر ملک محمد حسین کھوکھر کو محکمانہ پالیسی کو نظر انداز کرتے ہوئے دس سال تک فوڈ ڈائریکٹوریٹ میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر (پرچیز) پنجاب تعینات کئے رکھا۔ سابق سیکرٹری مذکور نے ملک محمد حسین کھوکھر کو نوازتے ہوئے سابق سیکرٹری جو عرفان الٰہی سے پہلے تعینات تھے انہوں نے محمد حسین کھوکھر کی اے سی آر میں محکمہ خوراک کا مکار اور بدعنوان افسر لکھا۔ مگر عرفان الٰہی سیکرٹری فوڈ نے اے سی آر بھی کلیئر کرا دی ہے اور ریگولر ڈپٹی ڈائریکٹر بھی کنفرم کر دیا ہے۔ جس سے سینئر ترین پروموشن کے منتظر افسران کی حق تلفی ہوئی ان سے کئی افسران نے اس غیر قانونی پروموشن کے خلاف اپیل بھی دائر کی۔ محکمہ خوراک میں بدعنوانیوں میں ڈوبے افسران کروڑوں روپے کی جائیداد کے مالک بن چکے ہیں۔ ان میں ملک محمد حسین کھوکھر سرفہرست ہے۔ محکمہ خوراک کے مکار اور بدعنوان افسران کے خلاف عوام الناس میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب موجود ہے یا اسے بھی pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن افسران اور ملازمین کے خلاف انکوائریاں شروع کی گئی ہیں ان کو حکومت کی ہدایت کے مطابق تیزی سے منطقی انجام تک پہنچایا جا رہا ہے۔ سال 2011 میں تقریباً 347 انکوائریاں زیر التواء تھیں جن میں سے 247 انکوائریاں مکمل کی گئی ہیں، سارے پنجاب میں مجاز اتھارٹیوں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ انکوائریاں جلد از جلد مکمل کی جائیں۔ محکمہ میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ کے افسران کی کمی کی وجہ سے اہل افسران کو سنیارٹی کے حساب سے اپنے pay and scale میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ پر تعینات کیا جاتا ہے۔ اس میں جوانہوں نے خاص طور پر محمد حسین کھوکھر کا ذکر کیا ہے کہ ان کی اے سی آر میں سیکرٹری خوراک نے یہ لکھا تھا کہ یہ corrupt آدمی ہے لیکن بعد میں جب اس نے ان remarks کے خلاف competent authority ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو اپیل کی تو اس میں اس کی ACR clear ہو گئی اس وجہ سے بعد میں اس کی promotion ممکن ہوئی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں not pressed لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محکمہ صحت، فوڈ اور لیبر حکام کی ملی بھگت سے شیخوپورہ میں ہوٹلوں اور ریسٹورانوں پر حفظان صحت کے اصولوں کے منافی کھانوں کی بھرمار

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 18- فروری 2012 کے مطابق شیخوپورہ شہر اور اس کے گردونواح میں ہوٹلوں، ریسٹوران، بیکری اور سویٹس مالکان نے محکمہ صحت، محکمہ فوڈ اور لیبر حکام کے ساتھ ملی بھگت کر کے شہریوں کو حفظان صحت کے اصولوں کے منافی کھانوں کی بھرمار مچا رکھی ہے۔ ایک سروے کے دوران شیخوپورہ 32 چوک، ریگل سینما، ہانو والا چوک سول کوارٹر روڈ، میلاد چوک، چھتری چوک، غلہ منڈی، کچہری، ماچھی کے اور گردونواح میں ہیپاٹائٹس کے امراض میں مبتلا ملازمین کام کر رہے ہیں

جو کھانا کھانے کے لئے آنے والے گاہکوں کو کھانے کے ساتھ بیماری بھی بانٹ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں عوام نے ڈی سی او شیخوپورہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ محکمہ صحت شیخوپورہ کے عرصہ دراز سے تعینات کوالٹی انسپکٹروں کو فوری طور پر ضلع بدر کرنے کے احکامات جاری کرے اور ان کی جگہ پر فرض شناس ملازمین کو ان ہوٹلوں کے روزانہ کی بنیاد پر چیکنگ کے احکامات جاری کرے۔ شیخوپورہ اور اس کے گردونواح میں قائم ہوٹلوں میں ناقص اور غیر معیاری کھانوں کی فروخت کے خلاف عوام میں سخت رد عمل پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اسے till next week pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اعجاز احمد خان ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ اسے oppose کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے خود اسی موضوع پر تحریک جناب کی خدمت میں پیش کی تھی اور جناب نے یہ کہہ کر اسے reject کر دیا تھا کہ یہ وفاقی معاملہ ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس کو بھی اس میں شامل کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جی، وہ کہاں ہے اور اسے اس میں incorporate کر لیں۔ اس میں ان کا نام بھی لکھ لیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میں محرک سے کہوں گا کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لینے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لیا جائے کیونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لیا جائے کیونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لیا جائے کیونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے

پری بجٹ بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: میں نے pre-budget بحث کے لئے خصوصی طور پر سارے دوستوں کو بہت ٹائم دیا اور میں آج بھی اس میں تھوڑا ٹائم دینا چاہتا تھا لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو حالات ہیں۔ میرے خیال میں اب اسے کل سے پھر دوبارہ دیکھیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! pre-budget پر بحث کے لئے پورا پچھلا ہفتہ دیا گیا ہے اور اس کے بعد آج کا دن بھی رکھا تھا۔ اگر کوئی ممبر اس پر بات کرنا چاہتا ہے تو کر لے یا پھر آپ تمام ممبران کو یہ کہہ دیں کہ وہ in written form اپنی تجاویز مجھے یا سیکرٹری فنانس کو دے دیں تو حکومت ان سے رہنمائی حاصل کرے گی۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس کے بعد بدھ کو ہم قانون سازی کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی تو ان کی بات بھی نہیں سنی۔ یہ بات تو ٹھیک نہیں لگتی۔ کاہلوں صاحب! آپ اس بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں یا کچھ اور کہنا چاہتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ایک تجویز پیش کی تھی۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بول چکے ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں ابھی نہیں بولا۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس پر بات کر لیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری ایک گزارش تو یہ ہے کہ سرگودھا میں ایک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم۔۔۔

جناب سپیکر: جو صاحبان آج pre-budget بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنی بات کر لیں ورنہ دیگر صاحبان اپنی اپنی تحریری تجاویز لاء منسٹر صاحب موجود ہیں ان کو دے دیں یا صبح وزیر زراعت ادھر ہوں گے ان کو دے دیں کیونکہ ہم نے اسے wind up کرنا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت لی ہے۔ میں پہلے بھی ایک تجویز دے چکا ہوں کہ سرگودھا میں پچھلے سال ایک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی گئی میں نے اس وقت بھی یہ تحریری تجویز دی تھی کہ جس جگہ پر آشیانہ سکیم کو launch کیا گیا ہے وہاں already تین چار سکیمیں flop ہو چکی ہیں۔ وہ میرا حلقہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ salted area ہے جس وجہ سے وہاں کوئی سکیم کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ وہاں اس وقت جو تیرہ ساڑھے تیرہ لاکھ روپے میں ایک گھر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ آپ اس کے لئے کمیٹی بنا کر اسے چیک کرا لیں اور باقاعدہ اس کی رپورٹ لے لیں کہ کیا اس ایریا میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کامیاب ہو گی یا کوئی آدمی وہاں اس گھر کو لینے کے لئے تیار ہو گا؟ میری یہی استدعا ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں میں نے پچھلی دفعہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض کی تھی لہٰذا اب پھر گزارش ہے کہ آپ اسے check کر لیں چونکہ یہ پیسے کا ایک بہت بڑا زیاں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ ساری بات ان کے notice میں ہے اور متعلقہ صاحبان اسے دیکھ رہے ہیں۔ اب آپ pre-budget پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو کریں نہیں تو میں کسی اور صاحب کو floor دینے لگا ہوں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ left بھی بیٹھ سکتے ہیں اور right بھی یہ آپ کی مرضی ہے۔ اگلے مقرر میاں شفیق صاحب! تشریف نہیں رکھتے، منور غوث صاحب! تشریف نہیں رکھتے، مخدوم ارتضیٰ صاحب! تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب! تشریف نہیں رکھتے، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں، میاں محمد شفیق آرائیں صاحب! موجود نہیں ہیں۔ جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! pre-budget discussion کا جو سلسلہ اس اسمبلی میں شروع ہوا بلاشبہ یہ بہت اچھا ہے اور اس کا credit موجودہ حکومت کو جاتا ہے۔ ممبران سے بجٹ کی تیاری کے سلسلے میں تجاویز لی جاتی ہیں اور مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ ہماری ان تجاویز کو بجٹ میں incorporate بھی کیا جاتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ بجٹ میں سب سے زیادہ emphasis شعبہ زراعت کے اوپر ہونا چاہئے۔ زراعت کے لئے تین چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے یعنی کسی بھی فصل کے لئے زمین، بیج اور پانی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ میں زمین کو ہموار کرنے کے لئے زمینداروں کو laser Levellers مہیا کئے گئے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ سکیم ہمارے بارانی علاقوں میں بھی extend کی جائے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک Laser Leveller provide کیا جائے تاکہ پانی کا ضیاع روکا جا سکے۔

جناب سپیکر: عبداللہ یوسف صاحب! آپ تیاری کریں کیونکہ اس کے بعد آپ نے تقریر کرنی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے آج کے لئے نام نہیں دیا۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم آپ کو وقت دے رہے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں کل بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آج کے بعد تو پھر یہ بحث wind up ہو جائے گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے اس لئے مجھے وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ تقریر کر چکے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے تقریر نہیں کی بلکہ میں نے اس روز معذرت کی تھی کہ آج میرا گلا خراب ہے اور ڈاکٹر نے بولنے سے منع کیا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔ ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھی تھی لیکن اس کو discontinue کر دیا گیا ہے۔ میری تجویز ہو گی کہ آنے والے بجٹ میں اس سکیم کو دوبارہ introduce کیا جائے اور ہر یونین کونسل کے اندر belting کے ذریعے ایک گرین ٹریکٹر زمینداروں کو concession rates پر دیا جائے۔ اسی طرح دوسرے زرعی آلات پر subsidy کو continue کیا جائے تاکہ زراعت میں modern machineries کا استعمال زیادہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! تحقیق کے لئے بہت زیادہ رقم رکھی جاتی ہے اور ہر بجٹ میں دیکھا گیا ہے کہ researchکے اوپر کروڑوں روپے خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ آپ researchکے ساتھ ساتھ بیج importکرنے کا کوئی منصوبہ بنائیں تاکہ ہمیں اعلیٰ qualityکے بیج مہیا ہو سکیں۔

جناب سپیکر: ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ researchپر زیادہ توجہ دی جائے اور دوسری طرف بیج importکرنے کا کہہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ researchکر کے خود ہی اچھی qualityکے بیج تیار کرنے چاہئیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ researchپر بہت زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے لیکن تاحال ہمیں اچھی qualityکا کوئی بیج مہیا نہیں کیا گیا۔ خصوصی طور پر بارانی علاقوں میں گندم کا کوئی اچھا بیج نہیں دیا گیا۔ اگر ریسرچ کے بعد کوئی بیج کامیاب ہوئے ہیں تو وہ صرف نہری علاقوں کے لئے بنائے گئے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں ایک بیج کا نام بارانی بھی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ بیج بارانی انسٹیٹیوٹ چکوال نے بنائے ہیں اور وہ ناکام ہو گئے ہیں۔ ہم اپنے علاقوں میں زیادہ تر وہ بیج استعمال کرتے ہیں جو کہ نہری علاقوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اچھا بیج importکر کے زمینداروں میں مفت تقسیم کیا جائے تاکہ گندم کی پیداوار بڑھائی جا سکے۔

جناب سپیکر: نہیں، مفت بیج کوئی بھی نہیں لینا چاہتا۔ میرا خیال ہے کہ مفت والی بات اچھی نہیں ہے کیونکہ حکومت کا اس پر کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہے تو اس کو پیسے لینے چاہئیں البتہ قیمت ایسی مقرر کی جائے کہ جو کاشت کار آسانی سے دے سکیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مانگنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، زمیندار مانگتے نہیں ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں پانی کا ذکر کروں گا کہ بارانی علاقوں خاص طور پر پوٹھوہار، راولپنڈی ڈویژن کے تمام اضلاع میں پانی کی شدید قلت ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ میں small damsکے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی تھی۔ میری تجویز ہے کہ راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع میں ایک ایک small damبنانے کے لئے پورے پورے funds دیئے جائیں یعنی land

acquisition سے لے کر dam کی completion تک کے پورے funds دیئے جائیں۔ میرے حلقہ انتخاب میں اس وقت تین dams مکمل ہو چکے ہیں۔ وہاں پر چونکہ زمینداروں کو compensation نہیں دی جا سکی اس وجہ سے ان dams پر کام رُکا ہوا ہے اور ان کی inquiries کافی دیر سے pending چلی آ رہی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ آئندہ بجٹ میں small dams کے لئے ضرور رقم مختص کی جائے۔ ہم جتنے بھی small dams بنالیں پھر بھی یہ کالا باغ ڈیم کا نعم البدل نہیں ہو سکتے اس لئے میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ اس منصوبے کے لئے تمام صوبوں کے درمیان consensus پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے اور کالا باغ ڈیم کے لئے بھی ہمیں بجٹ میں کچھ allocation کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو اس کو preserve کرنے کے لئے ہمارے پاس مناسب storages available نہیں ہیں۔ اس وقت پنجاب کے اندر گندم کی storage capacity کو بڑھانے کی ضرورت ہے اور modern technique کے نئے silos بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح Cold Storages بھی بنانے چاہئیں اور اس حوالے سے گورنمنٹ سیکٹر میں کام کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی encourage کرنے کے لئے ہمیں کوئی سکیم لانی چاہئے تاکہ ہم اپنے Cold Storages بڑھا سکیں اور اپنی فصلوں کو preserve کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں مزید ایک دو تجاویز دے کر اپنی بات ختم کر دوں گا۔ پچھلے بجٹ میں نئی سرکاری عمارات خصوصی طور پر تھانے اور تحصیل آفس بنانے پر پابندی لگائی گئی تھی۔ میری تجویز ہے کہ اس پابندی کو ختم کیا جائے۔ ہماری تحصیل فتح جنگ اور پنڈی گھیپ کے اندر سو سو سال پرانی عمارتیں ہیں اور وہ خستہ حال ہو چکی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ایسی عمارتوں کی مرمت کے لئے آنے والے بجٹ میں funds allocate کئے جائیں۔ ہم یہاں پر جنوبی پنجاب کا بہت شور سنتے ہیں۔ میں اپنے جنوبی پنجاب کے بھائیوں سے معذرت چاہتے ہوئے عرض کروں گا کہ وہ اپنی محرومی کا جو رونا روتے ہیں وہ ان کا حق ہے لیکن ہم جو North میں رہنے والے ہیں ہماری پسماندگی بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو special package دیا جائے۔ میری درخواست ہے کہ اگر جنوبی پنجاب کو کوئی special package دیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے وہ اضلاع جو پسماندہ ہیں ان سب کے لئے بھی special packages announce کئے جائیں اور ان کی پسماندگی کو دُور کیا جائے۔ اس کو صرف کسی ایک خطے تک محدود نہ کیا جائے۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب آف ٹی ٹی سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ جتنے حضرات تشریف نہیں لائے یا انہوں نے بات نہیں کی اُن سب کا ٹائم مجھے دے دیا جائے۔ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے belong کرتا ہوں اور میرا سارا حلقہ دیہاتی ہے۔ دیہاتی حلقہ ہونے کے حوالہ سے یہاں پر بے پناہ محرومی ہے۔ یہاں پر صحت اور تعلیم کی سہولتیں کم ہیں اور خاص طور پر میرا حلقہ دو ایم این ایز کے نیچے دو تحصیلوں میں واقع ہے۔ میرے حلقہ کا کچھ حصہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں این اے۔31 میں ہے اور دوسرا حصہ تحصیل کمالیہ میں این اے۔94 میں ہے جو دریائے راوی بیلٹ ہے۔ میرے حلقہ میں دھر کھانہ قانون گوئی جنوبی پنجاب سے بھی زیادہ پسماندہ اور ترقیاتی منصوبہ جات سے محروم ہے۔ وہاں پر دس جگہیں ایسی ہیں جہاں پر پرائمری سکول نہیں ہیں لہذا دس پرائمری سکولوں کے اجراء کا منصوبہ دیا جائے۔ وہاں سے ایک تریموں سدھنائی لنک کینال گزرتی ہے جو تریموں سے نکل کر ہیڈ سدھنائی میں گرتی ہے اور وہاں سے آگے سدھنائی میلسی لنک کینال کے ذریعے سے چار اضلاع کو سیراب کرتی ہے۔ یہ نہر ضلع جھنگ اور ضلع ٹوبہ سے گزرتی ہے اور اس نہر نے اپنے ارد گرد کے دونوں اضلاع کی زمینوں کو water seepage and water logging سے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ سیکرٹری اریگیشن نے انجینئرز کا ایک کمیشن بٹھایا تھا جنہوں نے وہاں پر سروے کر کے یہ رپورٹ دی ہے کہ اس نہر کی double lining کی جائے تب یہ علاقہ بچ سکتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ آئندہ اے ڈی پی میں اس کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ اسی علاقہ میں ایک سڑک شیر شاہ سوری کے وقت کی ہے۔ پرانے وقتوں میں ان کچی سڑکوں پر لوگ پیدل، اونٹوں اور بیل گاڑیوں پر سفر کرتے تھے۔ یہ سڑک جوڑیاں نہر سے ہوتی ہوئی تریموں سدھنائی لنک کینال، حویلی لنک کینال اور دھر کھانہ ریلوے سٹیشن تک جاتی ہے، اس سڑک کی لمبائی چودہ کلو میٹر ہے لہذا اس سڑک کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ راوی بیلٹ کو راوی کے سیلاب سے روکنے کے لئے جو بند بنایا گیا ہے اُس بند کے اوپر کی سڑک بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس لئے اُس کی بھی مرمت کی جائے اور خاص طور پر اس بند پر چار ریمپ بنائے جائیں کیونکہ اس بند کے دونوں طرف بہت اچھا گنا پیدا ہوتا ہے لیکن اس گنے کو شوگر ملوں تک پہنچانے کے لئے کسانوں کو بہت زیادہ دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس بند کو ریمپ کے بغیر ٹریکٹر ٹرالی کے ذریعے کراس کرنا ناممکن ہے اور ایسا کرنے کے لئے کسانوں کو بہت زیادہ خرچہ اور بہت زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے اس لئے اس بند پر کم از کم چار ریمپ بنائے جائیں۔ اس راوی بلٹ میں بہترین قسم کی بھینسیں ہیں لیکن وہاں پر کوئی ویٹرنری ہسپتال نہیں ہے اس لئے وہاں پر ویٹرنری ہسپتال کی بھی تجویز دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ اس حوالہ سے بھی پسماندہ ضلع ہے کہ یہ ڈویژن کی ٹیل پر واقعہ ہے، کینال سسٹم کی بھی ٹیل پر واقع ہے، یہاں پر پانی کی شدید قلت رہتی ہے، یہ breakish area ہے، نیچے کا پانی کڑوا ہے جبکہ نہری پانی نہایت کم ہے۔ ہندوستان کی طرف سے دریاؤں پر قبضہ کی وجہ سے بھی نہروں میں پانی کم آ رہا ہے اور اس پانی کی distribution بھی غلط کی جا رہی ہے۔ ارسا کے چار ممبر ہوتے ہیں اور ہر صوبہ سے ایک ایک ممبر ہوتا ہے۔ صدر زرداری صاحب نے سندھ سے ارسا کا ایک اور ممبر بنا کر سارا پانی سندھ کے حوالے کر دیا ہے لیکن پھر بھی وہ لوگ چیخ و پکار کرتے رہتے ہیں حالانکہ اُن کا واٹر الاؤنس آٹھ نو کیوسک سے لے کر بیس کیوسک تک فی ہزار ایکڑ ہے جبکہ ہمارے ہاں ڈیڑھ کیوسک فی ہزار ایکڑ بھی نہیں ہے۔ میرے علاقہ کا 2.62 کیوسک فی ہزار ایکڑ پانی ہے جو کہ انتہائی کم ہے اس لئے اس پر بھی توجہ دی جائے کیونکہ پانی کی تقسیم کرنے والے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو پانی کم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! 2002 میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کو جو مالیاتی ایوارڈ دیا گیا تھا وہ بھی ایک بددیانتی تھی، مجھے نہیں سمجھ آتی کہ وہ مالیاتی ایوارڈ کس بنیاد پر دیا گیا، اُس کے بعد آج تک ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کوئی ترقیاتی فنڈ نہیں ملا، ملازمین کو تنخواہیں نہیں دی جا سکیں، ترقیاتی کام رُک گئے اور اُن کے بل بھی ادا نہیں ہوئے۔ میں نے پچھلی اپنی ایک تقریر میں شور مچایا تھا تو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے یہ کہا تھا کہ ہم ابھی ایوارڈ تو نہیں دے سکتے لیکن ہم آپ کو کچھ facilitate کریں گے تو ابھی انہوں نے دواڑھائی کروڑ روپیہ بھیجا ہے وہ پیسا بھی ابھی تک اکاؤنٹس آفس میں ہے۔ اکاؤنٹس آفس والوں نے وہاں پر لوٹ سیل لگا دی ہے کہ جنہوں نے اپنے بلوں کے پیسے لینے ہیں اُن سے گیارہ فیصد سے لے کر بیس فیصد تک کٹوتی کر رہے ہیں اس طرح سے وہاں پر یہ کرپشن ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کٹوتی کا بڑا مسئلہ آ رہا ہے اور پے منٹس نہیں ہو رہی ہیں۔ ابھی وقفہ سوالات میں شیخ علاؤالدین صاحب کا ایک سوال آیا تھا کہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں اور چونیاں کی کوئی شوگر ملز ہے جو کسانوں کو ادائیگی نہیں کر رہی تو آپ اس حوالہ سے شیخ صاحب سے رابطہ کریں کیونکہ لوگ اس وجہ سے بڑے پریشان ہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب جس طرف نشاندہی کر رہے ہیں اس کو بھی نوٹ کریں۔

وزیر زراعت و آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نوٹ کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کوئی مناسب حل ڈھونڈتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کسان کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور یہ ریڑھ کی ہڈی یقیناً تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ انگریزوں کے گزٹ میں ابھی تک لکھا ہوا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متحدہ ہندوستان کو گندم سپلائی ہوتی تھی لیکن آج وہاں پر پانی کی کمی اور breakish zone ہونے کی وجہ سے اجناس کی پیداوار انتہائی کم ہو گئی ہے۔ inputs اتنی مہنگی ہیں اور ہمارے اس ملک کا یہ المیہ ہے کہ وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان میں فصلوں کے لئے کھادیں اور سپرے سپلائی کرتی ہیں اور وہی کمپنیاں بھارت میں سپلائی کرتی ہیں۔ بھارت میں ان چیزوں کی قیمتیں چار گنا تک کیوں کم ہیں اور پاکستان میں قیمتیں کیوں زیادہ ہیں؟ یہ گووفاقی معاملہ ہے۔ بھارت میں اگر کوئی ملٹی نیشنل کمپنی کھاد یا سپرے بنانا چاہتی ہے تو وہاں کی حکومت اُن کو کہتی ہے کہ تین سال کے اندر را مٹیریل ملک کے اندر پیدا کرو اور پھر اُس کی پروڈکشن کرو جبکہ پاکستان کے اندر آج تک یہ نہیں ہوا۔ یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں اربوں روپیہ دے کر اپنا لائسنس renew کراتی ہے اور وہ کھربوں روپیہ منافع کماتی ہیں۔ ہماری اس ریڑھ ہڈی کو سیڑھیاں بنا کر کچھ لوگ اوپر چڑھے ہیں اور اس ریڑھ کی ہڈی کو توڑ دیا گیا ہے اس لئے اب یہ ریڑھ کی ہڈی نہیں رہی۔ آپ اس کو دوبارہ سے ریڑھ کی ہڈی بنانے کے لئے inputs سستی کریں یا زرعی اجناس کی قیمتیں بھی بین الاقوامی قیمتوں کے برابر مقرر کریں۔ inputs کے بارہ میں تو کہا جاتا ہے کہ ان کی بین الاقوامی قیمتیں زیادہ ہیں اور اجناس اونے پونے داموں خریدی جاتی ہیں۔ جب کاشتکار سے یہ فصل نکل جاتی ہے تو اس فصل کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ سوتیلا سلوک کیا گیا ہے اور میں اس پر بے شمار دفعہ بحث کر چکا ہوں۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ کسان محکمہ زراعت کے ساتھ منسلک ہیں اور اس کے ساتھ بھی سوتن والا سلوک کیا گیا ہے۔ میں کئی بار اپنی تقاریر میں یہ بات کر چکا ہوں کہ ان کا infrastructure بہتر کیا جائے، ان کے grades کو بہتر کیا جائے جو شخص M.Sc کر کے محکمہ زراعت میں ایگریکلچر آفیسر گریڈ 17 میں تعینات ہوتا ہے تو اسی میں ریٹائر ہو جاتا ہے۔ وہ زندگی بھر اسی گریڈ میں رہتا ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کے علاوہ brain drain بھی اسی پر ہو رہا ہے کہ لوگ پاکستان چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں۔ اس کو روکنے کے لئے بھی ان کے infrastructure کو بہتر کرنا ضروری ہے۔
میں آخر میں ایک شاعر کا نوحہ پڑھنا چاہتا ہوں جو کسانوں اور مزدوروں کے لئے ہے میں اسمبلی میں کئی دفعہ پہلے بھی پڑھ چکا ہوں اس میں راج محل اسمبلی اور پارلیمنٹ کو کہا گیا ہے کہ:

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انّی فولاد کے پنجے،
گھومتے پہیے، کڑیل باہیں
کتنے لوگ ہیں جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
سکھ کی سیجیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پییں اور پھول کھلائیں

جناب سپیکر! یہ کسان اور مزدور خود آگ پیتے ہیں اور دوسروں کے لئے پھول کھلاتے ہیں۔ یہ ریڑھ کی ہڈی ہیں ان کے لئے بھی خدارا بجٹ میں کچھ رکھا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب جس طرح تعلیم کے شعبہ میں محنت کر رہی ہے۔ اس شعبہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کو follow کرتے ہوئے انقلابی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ اس میں میری تجویز ہے کہ سکولوں میں کمپیوٹر لیب بنائی گئی ہیں لیکن بعض سکولوں میں کمپیوٹر ٹیچرز نہیں ہیں وہاں کمپیوٹر ٹیچرز تعینات کئے جائیں۔ اس کے علاوہ سرکاری سکولوں میں جہاں سائنس ٹیچرز کی کمی ہے اس کمی کو دور کیا جائے۔ میرے اپنے شہر مانانوالہ میں گرلز ہائر سیکنڈری سکول ہے لیکن وہاں پر F.Sc کی classes نہیں ہو رہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر سائنس ٹیچرز نہیں ہیں، وہاں پر سائنس ٹیچرز تعینات کی جانی چاہئیں۔ اسی طرح جہاں پر ضرورت ہے وہاں پر پرائمری سکولوں کا اجراء کیا جائے، شہری علاقوں میں آبادی کے لحاظ سے کالج بنائے جائیں اور اگر وہاں پر state land available نہیں ہے تو حکومت وہاں پر land acquire کرے۔ میرے اپنے شہر مانانوالہ میں state land نہ تھی وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک سمری بھی approve کی لیکن وہ سرخ فیتے کی نذر ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ land acquire نہیں کر سکتی community contribute کرے تو وہاں community مزدوروں اور غریب کاشتکاروں پر مشتمل ہے وہ کروڑوں روپیہ کیسے contribute کر سکتی ہے۔ اس پالیسی کو بھی review کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! پنجاب کی agro based economy ہے لیکن چھوٹا کسان غربت کا شکار ہے۔ اس کے لئے کوئی ایسا فارمولا وضع کیا جائے جس سے اس کی مالی حالت بہتر ہو سکے۔ اس کے لئے مشرقی پنجاب کو follow کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بنگلہ دیشی ماڈل کی بڑی بات ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بنگلہ دیشی ماڈل Technocrats کی شکل میں تو یہاں آ نہیں سکتا لیکن انہوں نے Solar Energy میں جو انقلاب برپا کیا ہے ہمیں اس کو ضرور follow کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے اور اس کے لئے جو بھی اقدامات اُٹھائے جا سکتے ہیں وہ اُٹھانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کروں گا کہ میرا حلقہ دیہاتوں پر مشتمل ہے وہاں لوگ نالیوں اور سولنگ کی demand کرتے ہیں۔ وہ PCC مانگتے ہیں اور نہ tough tiles مانگتے ہیں۔ براہ مہربانی اگلے بجٹ میں اس سلسلہ میں خطیر رقم مختص کی جائے تاکہ بچے مٹی والے راستوں کی بجائے سولنگ والے راستوں سے سکولوں میں جا سکیں اور لوگ اپنے کاروبار تک جا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ نے دو منٹ کا کہا ہے آپ کو دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا کہ حکومت پنجاب اس حوالے سے بہت زیادہ پروگرام لا رہی ہے۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جو بجٹ بننے جا رہا ہے اس میں نئے سکول تعمیر کرنے کے بجائے یا جہاں پر upgradation کی ضرورت نہیں ہے وہ سکول جو پہلے سے چل رہے ہیں یا سابقہ ادوار میں کھلے تھے جہاں پر چھت نہیں ہے، جہاں چار دیواری نہیں ہے اور اساتذہ کی کمی ہے ان کو پورا کیا جانا چاہئے۔ آپ سکول کھولتے اور بند کرتے جائیں تو یہ طریق کار مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس حوالے سے میری یہ تجویز ہے کہ جب تک ہم اپنی زراعت کو بہتر نہیں کریں گے، کسان کو سہولیات نہیں دیں گے، جنس کی قیمت مقرر کرنے کے لئے کسانوں پر مشتمل Marketing Regulatory Authority بنائیں گے، تب تک کسان کی تسلی ہو سکے گی اور نہ ہی وہ آسودہ حال ہو سکے گا اور یہ ملک ترقی کر سکے گا۔ جب بھی economy پر کوئی بُرا وقت آئے گا تو انشاء اللہ امید کی جاتی ہے کہ زراعت وہ واحد

ذریعہ ہوگا جو اس ملک کی economy کو سہارا دے گا۔ اس وقت انڈسٹری اور نہ Information Technology سہارا دے سکے گی۔ اس ملک کی economy کو انشاء اللہ زراعت ہی بچا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! لائیو سٹاک کے لئے بھی پچھلے چار بجٹ میں ایسی کوئی تجویز نہیں رکھی گئی کہ جو کسانوں کو facilitate کر سکے، جس سے لوگوں میں encouragement پیدا ہو اور جس سے وہ لائیو سٹاک میں زیادہ دلچسپی لیں ایسا کوئی پروگرام نہیں رکھا گیا یعنی ابھی جو پروگرام رکھے گئے ہیں وہ زبانی جمع تفریق اور کاغذی کارروائی کی حد تک ہیں۔ میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے سولنگ اور نالی نے ہماری جان نہیں چھوڑی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ٹھیکیدار اور انجینئرنگ ونگ آپس میں چور اور چوکیدار کی طرح ملے ہوئے ہیں۔ پاکستان جب سے بنا ہے ہر سال سولنگ اور نالی بنتی رہی ہے اور بنتی رہے گی۔ اگر چور اور چوکیدار کے باہمی گٹھ جوڑ کو ختم کرنے کا طریق کار نہیں بنایا جاتا یا کوئی third party opinion یا validation کے لئے third party نہیں آئے گی اور جب تک public and private partnership نہیں ہوگی اس وقت تک ہماری سولنگ اور نالی سے جان نہیں چھوٹ سکے گی۔ ہم ہر سال ایک گاؤں میں فنڈز دے کر سولنگ اور نالی بنواتے ہیں لیکن دو سال بعد وہ ختم ہو جاتی ہے۔ ہم چار سال میں ٹھیکیدار اور انجینئرنگ ونگ کو قابو نہیں کر سکے۔ یہ ایک مافیا ہے جو اِس وقت کی حکومت کو بدنام کرنے پر تُلا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں energy shortage کے حوالے سے بات کروں گا کہ جس طرح میرے فاضل ساتھی نے کالا باغ ڈیم کی بات کی ہے تو میں پہلے بھی دو تین دفعہ اسی نمائندہ ایوان میں عرض کر چکا ہوں کہ سب سے feasible اور سب سے کم لاگت سے جو ڈیم اس وقت بن سکتا ہے وہ کالا باغ ڈیم ہے۔ کالا باغ ڈیم کو فوری طور پر بنانا چاہئے۔ یہ بات درست ہے کہ صوبوں کے تحفظات کو بالکل دُور کرنا چاہئے اور برادرانہ گفت و شنید، خلوص نیت اور پورے consensus کے ساتھ develop کر کے کالا باغ ڈیم پر کام کرنا چاہئے لیکن زبانی بڑھکیں یا جمع خرچ سے یہ بات نہیں چلے گی اگر اس ملک کی بہتری کے لئے سوچنا ہے تو کالا باغ ڈیم اس بہتری کے لئے پہلا قدم ہوگا۔ میں حکومت پنجاب کے بجٹ بنانے والوں سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ چھوٹے چھوٹے ڈیم energy shortage کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اسی طرح بائیو گیس کے projects پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ جو پانی ضائع ہوتا ہے، سیلاب کی وجہ سے تباہی ہوتی ہے، کسانوں کو پانی نہیں ملتا یا پانی کا level نیچے جا رہا ہے ان سب کی بہتری کے لئے چھوٹے ڈیم بنانے بہت ضروری ہیں اگر یہ ڈیم نہ بنائے اور energy shortage پر

ایک بھی positive قدم نہ اٹھایا تو میں یہ بات دعوے سے کرتا ہوں کہ وہ دن دُور نہیں جب یہ ملک اندھیروں میں ڈوب جائے گا لہذا ہمیں آج ہوش کے ناخن لینے چاہیئں اور energy shortage کے لئے چھوٹے ڈیم بنانے کی طرف ایک مثبت قدم اٹھانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں امن عامہ کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہم سڑکیں بنادیں، سولنگ بنادیں اور ہسپتال وغیرہ بنوادیں مگر جب تک کسی شخص کے جان و مال محفوظ نہیں ہیں تب تک اس معاشرے میں ترقی ہو سکتی ہے اور نہ خوشحالی آسکتی ہے۔ اگر ایک شخص کے جان و مال ہی محفوظ نہیں ہیں تو لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال میں بہتری کے لئے ایک مخصوص رقم رکھ کر بہتر منصوبے بنانے چاہیئں کیونکہ اس وقت پولیس کا نظام بہت بگڑ چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تھانہ کلچر خدمات کا ایک ذریعہ تھا مگر اس وقت ایک شریف آدمی تھانے کے اندر جانے سے بھی گھبراتا ہے لہذا اس کے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے پولیس میں اصلاحات اور لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لئے ایک جامع پروگرام شروع کرنا چاہئے اور موجودہ بجٹ میں ایک خطیر رقم رکھ کر اس کی بہتری کے لئے کام کرنا چاہئے۔ لاء اینڈ آرڈر بہتر ہونے سے ہی تمام سہولتوں کا فائدہ ہے لیکن اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہے تو یقین کریں کہ ہسپتال، سڑکیں، عمارتیں اور تعلیم کے projects دوسری priority پر چلے جاتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بجٹ کے لئے تجاویز مانگی گئی ہیں۔ میں مختصراً یہی کہوں گا کہ زراعت ہمارے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس سے پہلے میں ملک صاحب کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہوں گا کہ انہوں نے کہا کہ جنوبی پنجاب کے لوگ رونا روتے ہیں مگر میں ان سے اور تمام اَپر پنجاب والوں سے یہ کہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب والے رونا نہیں روتے بلکہ وہ اپنا حق مانگتے ہیں اس لئے اَپر پنجاب والے رونے والا لفظ kindly استعمال نہ کریں کیونکہ اس سے بہت بڑا انتشار پھیلے گا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ منڈا صاحب نے ابھی بائیو گیس پلانٹس کے لئے کہا ہے حقیقت میں بہت اچھی تجویز دی ہے۔ محکمہ خزانہ کو چاہئے کہ ہر بڑے گاؤں میں subsidy دے کر بائیو گیس پلانٹ کو کامیاب کرے تاکہ جو دیہات وفاق سے گیس مانگ رہے ہیں اس کی ضرورت ہی نہ پڑے کیونکہ گیس کا substitute بائیو گیس ہے۔ صادق آباد میں ایتھانول پلانٹ ہے وہ بائیو گیس سے چلتا ہے پھر اُس سے

اپنی generationپیدا کرتا ہے پھر generation سے وہ اپنا پلانٹ چالو کرتا ہے اس لئے جتنا جلد ہو سکتا ہے اس کو developکر کے کامیاب کرائیں۔ میں نے پچھلی مرتبہ اپنی تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ بائیو گیس کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے لئے تین چیزیں seed, pesticide اور fertilizer بڑی اہم ہیں۔ ان تینوں کی production اور check and balance رکھنے کے لئے کمیٹی کے لئے ہمیں بجٹ رکھنا چاہئے جس کا سربراہ متعلقہ محکمہ کا سیکرٹری، ساتھ عوامی نمائندہ اور اس محکمہ کا ایک ٹیکنیکل بندہ بھی ہونا چاہئے یعنی seed, fertilizer and pesticides کا متعلقہ ٹیکنیکل بندہ ہو تاکہ صحیح کنٹرول ہو سکے۔ اسی طرح pharmaceuticals یا ادویات کے متعلق بھی ہمیں سوچنا پڑے گا جس میں شاید economist بھی ساتھ دیں کیونکہ آئے دن ہمارے ڈاکٹروں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر پرائیویٹ پریکٹس کرتے وقت لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ پرائیویٹ پریکٹس پر جو الزام ہے اس حوالے سے ہم ایسا کریں کہ اپنے بجٹ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کو ڈیڑھ لاکھ روپے تنخواہ سے start دیں اور پروفیسر کو دو لاکھ روپے سے start دے کر پابند کر دیں کہ وہ پرائیویٹ پریکٹس نہ کریں اور earning hand اپنی تنخواہ سے لے لیں تاکہ باہر جا کر وہ پرائیویٹ پریکٹس نہ کریں جس سے وہ بدنام بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح آبپاشی کے حوالے سے ملک صاحب نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں کہ شمالی علاقہ سے لے کر چشمہ تک ہمارے پاس اتنی جگہیں ہیں کہ ہم چھوٹے ڈیم بنا سکتے ہیں جن سے ہم power generate بھی کر سکتے ہیں اور water storage کا کام بھی ہو سکتا ہے لہذا اس پر بھی توجہ دیتے ہوئے بجٹ رکھنا چاہئے۔ ویسے تین چار چھوٹے ڈیم میجر جاوید مجید کے زمانے سے under construction ہیں لیکن ہمیں مزید بھی بنانے چاہئیں جن سے کم از کم ہماری آبپاشی کی shortage پوری ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، حفیظ اختر چودھری صاحب!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گزارش تو سب ہی کرتے ہیں کہ کاشتکار ریڑھ کی ہڈی ہیں لیکن ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کرنے کے لئے میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایک دن inputs یعنی

کھادیں اور سپرے پر بحث کے لئے مختص کر دیں اور ایک دن کالا باغ ڈیم پر مختص کر دیں۔ ان سب پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے تاکہ اس کے بننے بنانے کا پتا چلے کیونکہ یہ قومی مفاد میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں سوچیں گے۔ حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے اس پری بجٹ بحث میں بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جب سے یہ پاکستان معرض وجود میں آیا اُس وقت سے لے کر اب تک سب سے زیادہ بجٹ تعلیم اور صحت پر خرچ کیا جارہا ہے لیکن اگر ہم آج بھی دیکھیں تو ہمارے دیہاتی علاقوں میں تعلیم کا وہ معیار نہیں ہے جو شہروں میں ہے۔ میری مختصراً یہ تجویز ہے کہ ہمیں خاص طور پر دیہاتوں میں بچیوں کی تعلیم پر پوری توجہ دینی چاہئے تاکہ جو بچیاں دُور دراز سفر کر کے اپنی تعلیم مکمل کرتی ہیں جس کی وجہ سے تعلیم کے لئے ان کے گھر والے انہیں باہر نہیں بھیجتے تاکہ اس کے ہائی سکول اور مڈل سکول کا اس طرح نیٹ ورک ہو کہ کسی بچی کو آدھے یا ایک کلومیٹر سے زیادہ سفر نہ کرنا پڑے اور اس کا feeding area بھی پورا کیا جائے۔ بچے کی سب سے پہلی درس گاہ اس کے والدین ہیں، اگر ماں باپ پڑھے لکھے ہوں گے اور ان میں awareness ہو گی تو وہ اپنے بچوں کو اچھی تربیت دے سکیں گے جس کی وجہ سے آج ہمارے معاشرے میں موجود برائیوں کا خاتمہ ہو سکے گا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اب بھی ہمارے دیہات میں بہت سی missing facilities ہیں، بہت سے ایسے سکولز ہیں جہاں پر صرف ایک School Teacher ہے لہذا ہمارے دیہاتوں میں ایسے سکولوں کے لئے بجٹ میں ایک خاص رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت بہت کم ہے اس لئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ میرا area ساہیوال میں ہڑپہ ہے جو تاریخ میں آثار قدیمہ کے لحاظ سے بہت ہی اہم ترین area ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد تمام اختیارات اب پنجاب کے پاس آ گئے ہیں یعنی صوبوں کے پاس آ گئے ہیں تو میری گزارش ہے کہ آثار قدیمہ جو 3500 قبل مسیح، موہن جودڑو اور ٹیکسلا سے بھی پرانا ہے لیکن آج بھی اس کی کوئی چار دیواری نہیں ہے، وہاں پر display کرنے کے لئے بلڈنگ نہیں ہے اور جو display اس وقت ہوا ہے اس سے زیادہ سامان اب بھی سٹور میں پڑا ہے اور اس کی کھدائی صرف اب تک 15 فیصد مکمل ہوئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آثار قدیمہ کے ہڑپہ کا ذکر آپ نے بھی کتابوں میں پڑھا ہو گا لیکن شاید دیکھنے کا موقع آپ کو ملا ہے یا نہیں لیکن گزارش ضرور کروں گا کہ اس کے لئے خاص رقم بجٹ میں مختص کی جائے تاکہ اسے ignore نہ کیا جائے بلکہ اس پر خاص توجہ کی جائے۔

جناب سپیکر! آپ بھی زراعت کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس ایوان میں ہمارے معزز ممبران میں سے 99 فیصد زراعت پیشہ ہیں۔ ہم مانتے بھی ہیں اور تسلیم بھی کرتے ہیں کہ زراعت ہماری economy میں 60 فیصد role play کرتی ہے، ہمارے جی ڈی پی میں سب سے زیادہ role زراعت کا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم نے اپنی زراعت پر کبھی بھی توجہ نہیں دی۔ میں گزارش کروں گا کہ صرف ایک بجٹ میں زراعت پر توجہ دے لیں تو آپ کو یہ جتنا return کرے گا اور جتنا pay کرے گا اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں گزارش کروں کہ اگر کھاریاں سے لے کر کراچی تک کا یہ 1500 کلو میٹر کا سفر ہم طے کریں تو ہمارا یہ ایک بڑا ہی levelled, planned اور fertile area ہے اور اگر کھاریاں سے اوپر چلے جائیں تو اتنے ہی کلو میٹر کا فاصلہ ہمارے پاس پہاڑی area ہے، ہمارے پاس coastal area ہے، ہمارے پاس چاروں موسم ہیں جن سے ہم مستفید ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارا کشکول نہیں ٹوٹا اور ہم دوسرے ممالک کی طرف امداد کے منتظر رہتے ہیں۔ آج میں اس ایوان میں دعوے کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنی زراعت پر توجہ دے لیں تو یہ ہمارا ملک ایک بہترین کردار ادا کرے گا اور پوری دنیا میں اپنی پیداوار کی وجہ سے ایک تہلکہ مچادے گا۔ 10-2009 کے بجٹ میں جب ہم نے cold storage کے لئے فنڈز رکھے، ائرپورٹ پر ہم نے اسے facilitate کیا لیکن اس کے پورے infrastructure کو ہم نے complete نہیں کیا، ہم نے export zone نہیں بنایا اور اس وقت ہم نے tunnel farming پر farmer کو بہت پیسے دیئے اور اس tunnel farming کو ہم نے promote کیا لیکن کیا فائدہ کہ وہ ہماری لوکل مارکیٹ میں ہی آکر فروخت ہوتا رہا اور اس کی export میں کوئی کردار ادا نہیں کیا، ہم نے vegetable export zone بنایا، fruit export zone بنایا اور نہ ہی ہم نے rice export zone بنایا۔ یہ ہماری ایسی valuable چیزیں ہیں جن پر ہم دنیا سے ایک بہت بڑا foreign exchange کما سکتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان تمام infrastructures کو مکمل کرنے کے بعد اس کے لئے خاص فنڈز allocate کئے جائیں تاکہ ہم زراعت کو ترقی دے سکیں۔ آج بھی ہمارا market system صحیح نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمارے کسان اور ہمارے end consumer خریدنے والے دونوں پسے ہوئے ہیں اور یہ middleman ہی سارا کچھ لے جاتا ہے۔ آج میں آپ کو ایک بڑی دلچسپ بات بتاتا ہوں کہ ہمارا لائیو سٹاک اس وقت دنیا میں جانوروں کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے اور دودھ کی پیداوار میں بھی ہمارا ملک دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے لیکن اگر ہم number of animals پر اسے divide کریں تو شاید ہم بہت پیچھے چلے

جاتے ہیں اور اس پر ہی ہم اگر توجہ دے لیں کیونکہ آج ہم دوسرے ممالک کی طرف دیکھیں تو بہت سے ایسے ممالک ہیں جن کا صرف لائیو سٹاک اور ڈیری مصنوعات پر ہی economy depend کرتی ہے اس لئے میری گزارش ہوگی کہ لائیو سٹاک میں ان تمام چیزوں کے اوپر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت میرے بھائی نے Laser Levelling کی جو بات کی تو اس Laser Levelling کا پنجاب میں اتنا فائدہ ہوا کہ ہمارے اس وقت پانی کے وسائل کم ہو رہے تھے اور ان وسائل کا alternate یہ تھا کہ ہم نے Laser Levelling سے zero level کیا اور جو پانی ہمارا ایک دفعہ تین ایکڑ انچ لگتا تھا وہ ایک ایکڑ انچ رہ گیا۔ اس کے بعد ہم نے advance technology میں high efficiency میں بھی بہت کام کیا لیکن ابھی تک ہمارا کسان اس high efficiency پر shift نہیں ہو رہا تو میں گزارش کروں گا کہ اس high efficiency کے پراجیکٹ کو promote کیا جائے تاکہ ہمارے limited resources میں اضافہ ہو سکے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور ایک شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

اپنے وطن کی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پر چلو گے تو پھسل جاؤ گے

شکریہ

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم کی بات ہوئی ہے تو میں اپنے ساتھیوں کو تھوڑا سا clear کر دوں کہ ملک صاحب بھی تھے اور آپ بھی تھے کہ last time پورے پاکستان کی اپوزیشن نے مل کر یہاں پنجاب اسمبلی میں میرے خیال میں تین دن کا سیشن کیا تھا جس کی آخری conclusions یہ تھیں اور سندھ والے یہ مان کر گئے تھے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے اور بنے گا لیکن صرف اس میں مسئلہ یہ ہے سارے clear کر لیں اور پریس بھی سن رہا ہے کہ سندھ والے یہ کہہ رہے تھے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے جو ہماری بھی ضرورت ہے اور آپ کی ضرورت بھی ہے لیکن وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ "ہمارے حصے کا پانی نہ کاٹیں" میں یہ سب کو clear کر دوں کہ یہ بات ہے۔

جناب سپیکر: اس کی assurance دلائیں گے اور آپ یہ assurance نہیں دلوائیں۔ جی، جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! زراعت پر کافی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے لیکن اس پر جتنی بھی بحث کی جائے وہ کم ہے جبکہ بحث کی بجائے اس پر عملی اقدامات اٹھانا بہت ضروری ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آپ کا ملک جب آزاد ہوا پاکستان بنا اور ہندوستان بنا تو انگریزوں نے جاتے وقت یہ کہا۔۔۔

جناب سپیکر: ہندوستان نیا تو نہیں بنا بلکہ وہ تو پرانا بنا ہوا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! پاکستان بنا اور بھارت بھی علیحدہ ہوا تو اس وقت انگریزوں نے جاتے ہوئے یہ کہا کہ پنجاب سونے کی چڑیا ہے اور اس لئے کہا کہ پنجاب وہ علاقہ ہے جس کی مٹی بڑی زرخیز ہے لیکن ہم نے آج تک اس سے استفادہ نہیں کیا۔ میں بتاتا ہوں کہ کیوں نہیں کیا کیونکہ پنجاب میں جگہ جگہ زمینیں بے آباد پڑی ہیں اور اتنی بے آباد پڑی ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ آپ کے پنجاب کا ایک تہائی حصہ بے آباد ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھا دیا جائے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! پنجاب کا ایک تہائی حصہ بے آباد ہے اور آپ کا ہمسایہ بھارتی پنجاب جسے مشرقی پنجاب کہتے ہیں۔ انہوں نے چپہ چپہ آباد کیا ہے۔ ایک ارب آبادی والا ملک ایکسپورٹ کرتا ہے اور ہم بعض اوقات کھانے پینے کی چیزیں گندم بھی امپورٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایک ارب بیس کروڑ۔

ملک جلال الدین ڈھکو: چلیں 20 کروڑ کر لیں۔ وہ ایکسپورٹ کرتا ہے اور ہم کسی سال امپورٹ کرتے ہیں کسی سال ایکسپورٹ کرتے ہیں یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ اس ضمن میں، میں ایک دو گزارشات کروں گا کہ یہاں کالا باغ ڈیم کی بڑی لمبی چوڑی بات ہو رہی تھی۔ پانی کے بغیر زراعت ناممکن ہے۔ کالا باغ ڈیم پر ہم نے 1985 سے لے کر آج تک اس ایوان میں اتنی باتیں کیں اور قرارداد بھی unanimously پاس ہوئی لیکن اس پر عمل نہ ہوا کہ نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ نوشہرہ کو بچاتے بچاتے وہ اس دفعہ ڈوب بھی گیا۔ کالا باغ ڈیم کی بجائے، اول تو کالا باغ ڈیم بڑا ہی ضروری ہے کیونکہ اس ملک کو آباد کرنے کے لئے پانی کی اشد ضرورت ہے۔ بے آباد زمینوں کو آباد کرنا ضروری ہے تاکہ اس ملک کے

مسائل جس کو ہم بار بار ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں اور یہ ریڑھ کی ہڈی اب تو ٹوٹ چکی ہے۔ اگر کالا باغ ڈیم اور چھوٹے چھوٹے ڈیم بن جائیں تو اس ہڈی کو شاید ٹانکا لگ جائے۔ جس طرح منڈا صاحب اور دوسرے دوستوں نے بھی کہا کہ ڈیم بنانے ضروری ہیں تاکہ اس ملک کے لوگ سکھ کا سانس لے سکیں۔ آپ بنکوں میں جاکر دیکھیں تمام کسان مقروض ہیں شاید ہی کوئی بچا ہو۔ مقروض کسان کیسے کاشتکاری کر سکتا ہے؟ ہر سال وہ بنکوں سے قرضہ لے کر اپنی کاشتکاری چلاتا ہے جو اس سے نہیں چلتی۔ انڈیا نے یہ کیا کہ انہوں نے زون بنائے ہوئے ہیں۔ ایک زون چھ ضلعوں تک گندم اور چاول کاشت کرتا ہے۔ دوسرا زون چھ ضلعوں تک کماد کا ہے، تیسرا زون چھ ضلعوں تک آلو اور مکئی کا ہے۔ ہم آج تک اس بات پر اتفاق ہی نہیں کر سکے کہ ایک آدمی کے پاس ایک مربع زمین ہے وہ اس میں آٹھ چیزیں کاشت کرتا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہے؟ میں ایک گزارش کروں گا کہ خدارا بجٹ میں اس دفعہ زراعت کے لئے زیادہ بجٹ رکھیں تاکہ اس ریڑھ کی ہڈی کو آباد کیا جاسکے، تاکہ آپ کا ملک بچ سکے، آپ کی economy بچ سکے، آپ کی ایکسپورٹ ہو سکے اور آپ کا ملک خوشحال ہو سکے۔ ہمیں -/100 روپے ملتا ہے تو ہم -/20 روپے زراعت پر رکھ دیتے ہیں، -/15 روپے تعلیم پر رکھ دیتے ہیں، -/15 روپے ہیلتھ پر رکھ دیتے ہیں، -/10 روپے کسی اور پر رکھ دیتے ہیں اور -/10 روپے لاء اینڈ آرڈر پر رکھ دیتے ہیں۔ خدارا زراعت کو اہمیت دیں، کیونکہ زراعت ہو گی تو اس ملک کو فائدہ ہو گا۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ دہقاں کو ہی روزی میسر نہ ہو، جب ملک کو ہی روزی میسر نہ ہو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ شعر کو جاکر پڑھیں جو آپ نے پڑھا ہے۔ اس کو پھر ایک دفعہ اچھی طرح پڑھنا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: اس کو دوبارہ پڑھوں؟

جناب سپیکر: نہیں، اب نہیں۔ آپ جلدی بات ختم کریں کیونکہ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! ٹائم ذرا بڑھا دیں یا پھر مجھے نہ ہی بلاتے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب ٹائم نہیں بڑھایا جائے گا۔ آپ تو سارا دن پھر پھرا کر آ گئے ہیں میں صبح سے یہاں بیٹھا ہوں، ذرا خیال کریں۔ جی، ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! اسمبلی میں تھوڑے لوگ بیٹھے ہیں آپ دس منٹ تک ٹائم بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، دس منٹ نہیں صرف ایک منٹ رہ گیا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! آپ اریگیشن کو ٹھیک کریں، ڈیم بنائیں، اس ملک کی بے آباد زمینوں کو آباد کریں اور اس پر زیادہ بجٹ مختص کریں۔ کیونکہ یہ زرعی ملک ہے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ معاش ہی نہیں ہے۔ میں تعلیم کے بارے میں یہ کہوں گا کہ تعلیم ہمارے صوبہ میں، ہمارے ملک میں۔۔

جناب سپیکر: بہت ضروری ہے۔ (قہقہہ)

ملک جلال الدین ڈھکو: جب پاکستان بنا تھا اس وقت 27 فیصد شرح تعلیم تھی اور اب زیادہ سے زیادہ 45 فیصد کر لیں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جب ترکی آزاد ہوا تو کمال اتاترک کو لوگوں نے کہا کہ سکول نہیں ہیں، بلڈنگ نہیں ہیں، بچوں کو کہاں بٹھائیں؟ اس نے کہا کہ تعلیم حاصل کرو۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: اس نے کہا کہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھو اور لوگوں میں trend پیدا کرو کہ وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں۔ آپ اگر تعلیم کی شرح زیادہ کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے تعلیم پر بجٹ رکھیں۔ ہمیں سکولوں اور نئی بلڈنگوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو سکول بنے ہوئے ہیں وہاں اساتذہ کی کمی ہے وہاں اساتذہ پورے کریں۔ لوگوں کو motivate کریں کہ وہ اپنے بچوں کو سکول میں لائیں۔ استاد تو یہ کرتے ہیں کہ۔۔

جناب سپیکر: لوگوں کو motivate تو آپ نے کرنا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: میری گزارش یہ ہے کہ جو سکول ٹیچر اپنے گھر کے نزدیک پڑھائے گا وہ اچھا نہیں پڑھائے گا بلکہ وہ بچوں سے اپنا کام کاج لے گا۔ یہ دیہاتوں کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی اور اچھی تجویز دیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! تجویز یہ ہے کہ کم از کم وہ ٹیچر اپنے علاقہ کے سکول میں نہ رہے بلکہ کسی دوسرے سکول میں جائے۔ میں نے کئی دفعہ یہ کہا ہے کہ سکول ٹیچر جس گاؤں کا رہنے والا ہے وہ اُس گاؤں میں کم از کم نہ رہے کسی دوسری جگہ رہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس مورخہ 6-مارچ 2012 بروز منگل صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔